

چاردن قربانی کی مشروعیت



ابوالفوزان کفایت اللہ منابلی

ناشر

اسلامک انفارمیشن سینٹر ممبئی

 Islamic Information Centre

ﷺ

﴿وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ﴾
اور جو چوپائے اللہ نے ان کو دیے ہیں خاص دنوں میں ان پر اللہ کا نام ذکر کریں۔

(الحج ۳۸)

چاردن قربانی کی مشروعیت

از

(ابو الغوزة) کفایت اللہ (المنابلی)

نشر

اسلامک انفارمیشن سینٹر، کرا، ممبئی۔

اسلامک انفارمیشن سینٹر، ممبئی

اسلامک انفارمیشن سینٹر اپنی ابتداء سے ہی بدعات و خرافات سے پاک خالص دین کی اشاعت کے لیے کوشاں ہے۔ قرآن و سنت ہماری دعوت کی اساس اور صحیح سلف سے وابستگی ہمارا مسلک ہے۔ وہ تمام افراد اور تنظیمیں جو قرآن و سنت کی بالادستی، توحید کے تغلق، شرک و بدعات کے قلع قمع اور مسلک اہل حدیث کے قروع کے لیے کام کر رہی ہیں ہم ان کے ہر ممکن تعاون کے لیے تیار ہیں اور ان سے ہر ممکن تعاون کی درخواست کرتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ممبئی اور مضافات میں جو دعوتی کام کی تنظیم کی جائے۔ وہ افراد جو انفرادی طور پر دعوت کا کام کر رہے ان کی تربیت، ہمدان، کوٹلی سپورٹ اور دعوتی مواد فراہم کیا جائے۔

ہم چاہتے ہیں کہ دعوت دین کو ابلاغ اور تربیل کے جدید وسائل سے آراستہ کیا جائے۔ تاکہ ہماری دعوت ان وسائل کے ذریعہ دنیا کے ایک ایک گوشے تک پہنچ سکے۔

امت کا دعوتی محاذ بہت وسیع ہے۔ تعلیمی، معاشی، فلاحی، سماجی، سیاسی، اخلاقی، اعتقادی، فروعی سارے دعوت کے میدان ہیں۔ کوئی ایک تنظیم یا بعض افراد اس کے ان سارے دعوتی میدانوں کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ اس لیے وہ تمام افراد اور وہ ساری تنظیمیں جو دعوت کے مختلف میدانوں میں سرگرم ہیں سب کی سب حوصلہ افزائی کی مستحق ہیں۔ اور ان ساری تنظیموں کے درمیان جب تک تعامل کا راستہ ہموار نہیں ہوگا دعوت کا حق ادا نہیں کیا جاسکتا۔

ہم اللہ کے دین کو سارے ادیان پر اور رسول کی اطاعت کو ساری اطاعتوں پر غالب کرنے کے لیے کام کر رہے ہیں۔ ہم اس بات کا آپ کو پورا یقین دلاتے ہیں کہ آپ علم اور اساطعت کی آخری حدوں تک ہم اس مشن کو خالص قرآن و سنت کی بنیادوں ہی پر آگے بڑھائیں گے۔ کون سی زمین ہمیں پناہ دے گی اور کون سا آسمان ہم پر سایہ کرے گا اگر اس مشن کا آگے بڑھانے میں ہم اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت شروع کر دیں۔

فی الحال ممبئی ہماری دعوتی ترجیح ہے۔ اس سے آگے بڑھ کر پورے ہندوستان، اور اس سے بھی آگے بڑھ کر پوری دنیا میں اپنا دعوتی نیٹ ورک پھیلا دینے کا ہمارا ارادہ ہے۔ اس مرحلہ میں یہ بات شاید بڑی لگے لیکن اللہ کے فضل سے یہ کام بھی بعید نہیں۔ اور ہم اس کی رحمت سے بالکل بھی مایوس نہیں۔ ویسے بھی ہر بڑے سفر کی شروعات ایک چھوٹے قدم سے ہوتی ہے۔ اور ہم تو پھر بھی اس سفر کی بہت سے پڑاویاں کر چکے ہیں۔ اللہ کا فضل، ہمارے عزائم اور آپ کا تعاون ساتھ ہو جائیں تو ہمارے یہ خواب اپنی تعبیروں تک پہنچ سکتے ہیں۔

اللہ ہمارے عزائم اور آپ کے تعاون کو اخلاص اور نصرت سے نوازے۔

جملہ حقوق محفوظ بحق مؤلف

نام کتاب :	چاردن قربانی کی مشروعیت
مؤلف :	ابوالفوز ان کفایت اللہ السامی۔
ناشر :	اسلامک انفارمیشن سینٹر، کرا، ممبئی۔
اشاعت :	۲۰۱۳ء۔
تعداد :	۱۰۰۰۔
قیمت :	۳۰ روپے۔

ملنے کے پتے :-

- ☆ اسلامک انفارمیشن سینٹر، کرا، ممبئی۔
- ☆ عمری بک ڈپو، نزد مدرسہ تعلیم القرآن، اشوک نگر، کرا، ممبئی۔
- ☆ مدرسہ رحمانیہ سلفیہ، کملا رام نگر، بیکین واڑی، گوندی، ممبئی۔
- ☆ مدرسہ تحویر الاسلام، سعد اللہ پور، پوسٹ کسمی، سدھارتھ نگر، (یو۔ پی)۔
- ☆ مرکز مکتبہ الاسلام، ایوان ہمدرد، مسلم چوک، گلبرگ، کرا، ٹانک، انڈیا۔

☆ کتاب منگانی کے لئے رابطہ نمبر:

09869643492

فہرست مضامین

صفحہ

۴	☆ حرف اول
۵	☆ باب اول: چاردن قربانی کی مشروعیت
۵	☆ فصل اول: چاردن قربانی کی مشروعیت پر قرآنی آیات
۵	☆ پہلی آیت
۷	☆ دوسری آیت
۹	☆ فصل دوم: چاردن قربانی کی مشروعیت پر احادیث صحیحہ
۹	☆ پہلی حدیث: (حدیث رجل من اصحاب النبی ﷺ کی مفصل تحقیق)
۱۸	☆ دوسری حدیث: (حدیث جبر بن مطعم ﷺ کی تحقیق اور حافظ زبیر علی زئی پر رد)
۲۹	☆ تیسری اور چوتھی حدیث: (حدیث ابی ہریرہ و ابی سعید رضی اللہ عنہما کی مفصل تحقیق)
۳۳	☆ فصل سوم: چاردن قربانی کی مشروعیت پر اقوال صحابہ
۳۷	☆ فصل چہارم: چاردن قربانی کی مشروعیت پر قیاس صحیح
۳۸	☆ فصل پنجم: چاردن قربانی کی مشروعیت پر دلالت لغت
۳۹	☆ باب دوم: چاردن قربانی سے متعلق اقوال تابعین و اہل علم
۳۹	☆ فصل اول: چاردن قربانی اور تابعین
۴۱	☆ فصل دوم: چاردن قربانی اور ائمہ اربعہ
۴۳	☆ فصل سوم: چاردن قربانی اور محدثین و اہل علم
۴۵	☆ باب سوم: صرف تین دن قربانی کے موقف کی حقیقت
۴۵	☆ فصل اول: صرف تین دن قربانی کا موقف بے دلیل ہے
۴۷	☆ فصل ثانی: صحابہ کی طرف غلط نسبت کی وضاحت اور حافظ زبیر علی زئی پر رد
۵۵	☆ فصل ثالث: اجماع کا جھوٹا دعویٰ اور جمہور سلف و اہل علم کے موقف کی وضاحت

حرف اول

عید الاضحیٰ کے موقع پر یہ مسئلہ بھی موضوع بحث بن جاتا ہے کہ قربانی کل کتنے دن کی جاسکتی ہے؟ اس بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے لیکن قرآن و صحیح احادیث سے چاردن قربانی کا ثبوت ملتا ہے امت کی اکثریت نے یہی موقف اپنایا ہے۔ زیر نظر رسالہ میں اس موقف کے دلائل کا تذکرہ کیا گیا ہے اور ساتھ ہی ان لوگوں کے دلائل کا بھی جائزہ لیا گیا ہے جو صرف تین دن قربانی کے قائل ہیں۔

ہمارا یہ اصول ہے کہ ہم اپنی کوئی بھی تحریر اشاعت سے قبل کسی بھی عالم کے سامنے نظر ثانی کے لئے ہرگز نہیں پیش کرتے اور نہ ہی ہم اسے کسی بھی صورت میں درست سمجھتے ہیں، بلکہ ہماری نظر میں ایسا کرنے سے بہت سارے نقصانات ہیں۔

مثلاً ممکن ہے نظر ثانی کرنے والا کسی ایسی بات کو غلط کہہ دیے جسے دوسرے اہل علم صحیح سمجھتے ہوں ایسی صورت میں اگر نظر ثانی کرنے والے کی بات مان کر تحریر سے وہ حصہ نکال دیا جائے تو اس سے متعلق دیگر اہل علم کے تاثرات سے محروم ہونا پڑے گا۔

اسی طرح بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض لوگ نظر ثانی والی شخصیت کا نام دیکھ کر یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ تحریر میں ان کا بھی بہت بڑا حصہ ہوگا پھر کسی اور کی محنت کسی اور کی طرف منسوب ہو جاتی ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ نظر ثانی کرنے والوں کی یہ صورت حال بھی ہوتی ہے کہ وہ محض مطالعہ کرنے ہی پر اکتفاء کرتے ہیں اور بڑی لاپرواہی سے سارے مواد کی تصدیق کر دیتے ہیں جب کہ دوسری طرف کچھ لوگ نظر ثانی کا ثبوت دینے کی خاطر اپنی قوت نظر کا رعب ڈالنے کے لئے سیدھی سادھی بات کو بھی خواہ مخواہ غلط و غیر مناسب کہہ ڈالتے ہیں۔

یہ اور اس جیسی کچھ مصیبتیں ہیں جن کی بنا پر ہم قطعاً اپنی کوئی تحریر اشاعت سے قبل کسی بھی شخصیت کے سامنے نظر ثانی کے لئے ہرگز پیش نہیں کرتے۔ البتہ تحریر کی اشاعت کے بعد ہم تمام قارئین کے تاثرات و مواخذات کا استقبال کرتے ہیں اور ہر طرف کی بات سننے کے بعد اللہ سے دعاء گوہوتے ہیں کہ وہ ہمیں صحیح اور لحاظ میں تمیز کی توفیق دے۔

(بوالغزوۃ) (کتابت اللہ) (المنابلی)

باب اول

چاردن قربانی کی مشروعیت

اس باب میں چاردن قربانی سے متعلق دلائل کا تذکرہ ہوگا اور بتلایا جائے گا کہ چاردن قربانی، قرآنی آیات، اور متعدد احادیث صحیحہ سے ثابت ہے، اور کئی ایک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف بھی یہی قول منسوب ہے نیز قیاس صحیح اور دلالت لغت سے بھی اسی موقف کی تائید ہوتی ہے۔

فصل اول

چاردن قربانی کی مشروعیت پر قرآنی آیات

پہلی آیت:

سورہ بقرہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ عرفات و مزدلفہ سے حجاج کرام کی واپسی کے بعد دوران قیام منیٰ میں انہیں خصوصیت کے ساتھ اپنے ذکر کا حکم دیتے ہوئے ایک جگہ فرماتا ہے:

﴿وَادْكُرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَعْدُودَاتٍ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَا إِيَّامَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَا إِيَّامَ عَلَيْهِ لِمَنِ انْتَقَى وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ﴾

”یعنی تم گنتی کے چند دنوں میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرو، پس جو کوئی دو دن گزار کر (منیٰ سے) جلدی روانہ ہونا چاہے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ اور جو دیر میں نکلتا چاہے (یعنی تین دن گزار کر) تو اس پر بھی جو پرہیزگاری کرے کوئی گناہ نہیں ہے۔“ (البقرہ: ۲۰۳)۔

اس آیت کریمہ میں باقی مفسرین ”ایام معذودات“ سے ایام تشریق یعنی ذی الحجہ کی ۱۲، ۱۳، ۱۴، تاریخ مراد ہے۔ چنانچہ علامہ قرطبی اپنی (تفسیر: ۱/۳) میں اس سلسلے میں لکھتے ہیں کہ:

”اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو گنتی کے چند دنوں میں اپنے ذکر کا حکم دیا ہے اور یہ (گنتی کے دن) یوم الآخر (قربانی کا دن یعنی ذی الحجہ) کے بعد کے تین روز ہیں جن میں یوم الآخر داخل نہیں ہے کیونکہ اس بات پر لوگوں کا اجماع ہے کہ قربانی کے دوسرے دن (یعنی گیارہ کو) کوئی حاجی منیٰ سے کوچ نہیں کر سکتا۔ اور اگر یوم الآخر ”ایام معذودات“ میں داخل ہوتا تو پھر (بموجب حکم قرآنی) غلت باز کے لئے گیارہ کو منیٰ سے کوچ کرنا درست ہوتا، کیونکہ وہ گنتی کے (تین دنوں میں سے) دور روز گزار چکا ہے۔ (اور اللہ تعالیٰ

نے دو روز گزار چکنے کے بعد منی سے کوچ کرنے کی اجازت دی ہے۔“

اور (تفسیر طبری: ۱/۲۶۲) میں امام طبری اس سلسلے میں یوں رقمطراز ہیں:

”ایام مغذو ذات“ جمعرات کو نکری مارنے کے ایام ہیں جیسا کہ مفسرین کے اقوال سے واضح ہے چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ: ”یہ گنتی کے ایام“ ایام تشریق“ ہیں جو قربانی کے دن کے بعد تین روز ہیں۔ امام مالک، ضحاک و دیگر اہل علم سے بھی یہی منقول ہے۔“

اور (احکام القرآن: ۱/۱۳۱) میں ابن العربی فرماتے ہیں کہ:

”ایام مغذو ذات“ سے مراد ایام منی ہیں جو یوم النحر کے علاوہ تین دن ہیں کیونکہ یہ اقل جمع ہے، نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے اسے بیان کر کے ہر طرح کے اشکال کو ختم کر دیا“ یہی نہیں بلکہ امام رازی (تفسیر کبیر: ۵/۲۰۸) علامہ شوکانی (فتح القدیر: ۱/۲۰۵) و دیگر اہل علم نے ”ایام مغذو ذات“ کے ایام تشریق ہونے پر امت کا اجماع نقل کیا ہے۔

فصوص بالا سے یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ آیت کریمہ میں وارد ”ایام مغذو ذات“ سے مراد باجماع امت ایام تشریق ہیں یعنی ذی الحجہ کی ۱۱، ۱۲، ۱۳ تو اب یہ پتہ کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان گنتی کے دنوں میں اپنے ذکر کا جو حکم دیا ہے اس سے اس کی کیا مراد ہے؟ سو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ اس آیت میں اگر ”ذکر“ کا لفظ مطلق وارد ہوا ہے لیکن اسی سلسلے کی دوسری آیت جو سورہ حج میں وارد ہوئی ہے اس سے ذکر کی وضاحت ہو جاتی ہے کہ اس سے مراد ایام تشریق میں قربانیوں کے ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لینا ہے چنانچہ اس سلسلے میں علامہ ابن کثیر اپنی تفسیر (مختصر تفسیر ابن کثیر: ۱/۱۸۳) میں رقمطراز ہیں کہ:

”ایام مغذو ذات“ میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ قربانی کے جانوروں کو ذبح کرتے وقت ان پر اللہ کا نام لیا جائے۔ اور یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ اس سلسلے میں رائج امام شافعی کا مسلک ہے کہ قربانی کا وقت یوم النحر سے لے کر ایام تشریق کے آخری دن تک (یعنی ۱۳ تک) ہے“

نیز امام رازی نے اپنی (تفسیر: ۵/۲۰۸) میں اس آیت کے ضمن میں واحدی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ:

”ایام تشریق یوم النحر کے بعد کے تین دن ہیں۔ یوم النحر کے ساتھ یہ تینوں دن بھی قربانی کے ایام ہیں“

❖ دوسری آیت:

اسی سلسلے میں ایک دوسری آیت سورہ حج میں وارد ہوئی ہے جس میں اللہ تعالیٰ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو حج کی منادی کا حکم دیتے ہوئے، نیز حج کے فوائد کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَى كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ . لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَعْلُومَاتٍ عَلَى مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ فَاكْلُوا مِنْهَا وَأَطْعَمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ﴾

”یعنی اے ابراہیم! تو لوگوں میں حج کی منادی کر دے، وہ پیادہ اور دہلی پٹلی اونٹنیوں پر سوار و درواز راستوں سے تیرے پاس آویں گے، تاکہ اپنے نفع کے کاموں کو دیکھیں اور جو چوپائے اللہ نے ان کو دیئے ہیں خاص دنوں میں ان پر اللہ کا نام ذکر کریں۔ پھر تم اس میں سے خود کھاؤ اور محتاج فقیروں کو بھی کھلاؤ۔“ (الحج: ۲۷-۲۸)۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ”ایام معلومات“ میں جانوروں پر اللہ کا نام لینے کا حکم دیا ہے۔ ان ”ایام معلومات“ سے جمہور مفسرین کے نزدیک ایام تشریق مراد ہیں۔ چنانچہ امام رازی (التفسیر الکبیر: ۲۳/۳۰) امام ابن کثیر (مختصر تفسیر ابن کثیر: ۲/۵۳۰) و دیگر مفسرین و شارحین حدیث نے ”ایام معلومات“ کے سلسلے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یوم النحر اور اس کے بعد کے تین دن ہیں۔

امام رازی ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اسی قول کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ: ”ابو مسلم نے بھی اسے اختیار کیا ہے اور یہی ابو یوسف و محمد کی بھی رائے ہے۔ اور ان دنوں کا ”ایام معلومات“ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ دن عربوں کے نزدیک قربانی کے ایام کی حیثیت سے جانے جاتے تھے۔“

نیز امام ابن کثیر رحمہ اللہ کے بقول یہ امام احمد رحمہ اللہ کا بھی ایک قول ہے اور علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر (فتح القدیر: ۱/۲۰۵) میں ابن زید کی طرف بھی اس قول کی نسبت فرمائی ہے۔ اور علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں حقیقت کے عظیم علم بردار علامہ طحاوی کی طرف اس قول کی نسبت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

”امام طحاوی نے ”ایام مغلو مات“ سے یوم النحر اور اس کے بعد کے تین دن کو مراد لینا اس لئے راجح سمجھا ہے کہ یہ آیت بتاتی ہے کہ ”ایام مغلو مات“ قربانی کے دن ہیں۔ اور قربانی کے دن یہی چاروں دن ہیں دسویں ذی الحجہ اور اس کے بعد کے تین دن۔“

امام قرطبی اپنی تفسیر (۴/۱۲) میں ”ایام مغلو مات“ میں اللہ کا ذکر کرنے کی تشریح و توضیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

”ان ایام میں اللہ کا ذکر کرنے سے مراد یہ ہے کہ قربانی کو ذبح یا نحر کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے مثلاً یہ دعا پڑھی جائے۔ ”باسم اللہ و اللہ اکبر اللہم منک و لک“ ساتھ ہی یہ آیت پڑھی جائے: ان صلاتی و نسکی۔ (آیہ کفار (جانوروں) کو اپنے بتوں کے نام ذبح کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا کہ ذبح کے وقت اللہ کا نام لینا ضروری ہے۔“

علامہ شوکانی نے بھی اپنی تفسیر (۳/۲۲۸) میں اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر کچھ اسی انداز پر کی ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ:

”مطلب یہ ہے کہ بندے اپنی قربانیوں کو ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لیں۔ نیز اس سلسلے میں یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ ”ذکر“ ذبح کرنے سے کنایہ ہے کیونکہ یہ اس سے منک نہیں ہوتا، اور اللہ تعالیٰ کے قول: ﴿عَلَىٰ مَا رَزَقْنَاهُمْ مِن نِّهَمَةٍ الْاَنْعَامِ﴾ سے پتہ چلتا ہے کہ ”ایام مغلو مات“ ایام نحر ہیں۔“

مولانا انعام اللہ صاحب قاضی حفظہ اللہ اپنے رسالہ ”ایام قربانی“ میں اللہ تعالیٰ کے اس قول کی مزید وضاحت کے لئے علامہ رازی و خطابی کے نصوص کو نقل کرنے کے بعد صفحہ ۲۳ میں لکھتے ہیں:

”اس حکمت کا یہ مفہوم ہوا کہ ایام منیٰ یعنی یوم النحر کے بعد تین دن دور جاہلیت ہی سے قربانی کے دن تھے جن کو شریعت اسلامیہ نے برقرار رکھا اور ان کے تعداد میں کوئی کمی بیشی نہیں کی۔ البتہ صرف اس میں تبدیلی کر دی کہ پہلے لوگ اپنی قربانیاں بتوں کے نام کرتے تھے اور اسلام نے اللہ کے لئے مخصوص کر دیا“

سورہ حج آیت ۲۸ پر نگاہ مازڈالنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا امام خطابی کی بیان کردہ حکمت کی وضاحت کے لئے ہی اس آیت کا نزول ہوا تھا۔۔۔ ایام مغلو مات پہلے سے معلوم دن وہی ہیں جن میں ایام جاہلیت کے لوگ طواغیت کے ناموں پر قربانیاں کیا کرتے تھے اور ان قربانیوں کا گوشت خود نہیں

کھاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قربانیاں تو تم انھیں دنوں میں کرو جن دنوں میں پہلے کیا کرتے تھے مگر بتوں کے نام کے بجائے اللہ کا نام لے کر کیا کرو۔ اور ان میں سے کھلاؤ بھی اور کھاؤ بھی۔ گویا اس آیت کا مقصد نزول، ایام تشریق کو ایام قربانی ثابت کرنا ہے اور بس، اور ایام تشریق باتفاق علماء و باجماع امت یوم النحر کے بعد تین دن گیارہ، بارہ، تیرہ ذی الحجہ ہے۔

اہم نوٹ:

اس فصل کی پوری بحث الفاظ سمیت استاذ محترم ڈاکٹر مفضل مدنی حفظہ اللہ کے ایک فتویٰ سے منقول ہے دیکھئے: (مجلد ”التومیر“ نئی دہلی ستمبر ۱۹۹۱ء ص ۳۶)۔

فصل دوم

چاردن قربانی کی مشروعیت پر احادیث صحیحہ

پہلی حدیث: (حدیث رجال من اصحاب النبی ﷺ):

امام ترمذی رحمہ اللہ (التوفی: ۴۵۸ھ) نے کہا:

أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ غُبَيْدٍ، ثنا الْحَارِثُ بْنُ أَبِي أُسَامَةَ، ثنا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، أَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ بْنَ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَدْ سَمِعَهُ نَافِعَ فَسَيِّئُهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ مِنْ غِفَارٍ: ”قُمْ فَأَذِّنْ أَنَّ اللَّهَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَأَنَّهَا أَيَّامُ أَكْلِ وَشُرْبِ أَيَّامٍ مَنَى“، زَادَ سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى: وَذَبْحٍ، يَقُولُ: أَيَّامُ ذَبْحٍ، ابْنُ جُرَيْجٍ يَقُولُهُ.

ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غفاری صحابی سے کہا کہ: تم کھڑے ہو اور اعلان کرو کہ جنت میں صرف مؤمن ہی جائیگے اور ایام منیٰ (ایام تشریق) یہ کھانے پینے کے دن ہیں، ابن جریج کہتے ہیں کہ ان کے استاذ سلیمان بن موسیٰ نے اسی حدیث کو بیان کرتے ہوئے

ذبح کے لفظ کا اضافہ کیا ہے، یعنی وہ یہ بھی روایت کرتے تھے کہ یہ ذبح کے دن ہیں۔ [المسلس الکسری

للبيهقي: ۳۶۸/۱۹ رقم: ۱۹۲۷۰ ت مرکز ححر۔]

اس حدیث کی سند صحیح ہے علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو بالکل صحیح قرار دیا ہے۔ [الصحيحة:

۶۲۱/۵ تحت الرقم: ۲۴۷۶۔]

اس کے راویوں کا مختصر تعارف ملاحظہ ہو:

نافع بن جبیر النوفلي:

صحابی رسول سے اس حدیث کو نقل کرنے والے نافع بن جبیر النوفلي ہیں، آپ بخاری و مسلم سمیت کتب ستہ کے رجال میں سے ہیں اور بالاتفاق ثقہ امام ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (المتوفی: ۸۵۲ھ) نے ان کے بارے میں محدثین کے اقوال کا خلاصہ کرتے ہوئے کہا: ثقة فاضل، یہ ثقہ فاضل ہیں [تقریب التہذیب لابن حجر: رقم: ۷۲۰۷۲۔]

عمرو بن دينار المكي:

آپ بھی بخاری و مسلم سمیت کتب ستہ کے رجال میں سے ہیں اور بالاتفاق ثقہ اور زبردست امام ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (المتوفی: ۸۵۲ھ) نے ان کے بارے میں محدثین کے اقوال کا خلاصہ کرتے ہوئے کہا: ثقة ثبت، یہ ثقہ ثبت ہیں [تقریب التہذیب لابن حجر: رقم: ۵۰۲۴۔]

سليمان بن موسى القرشي:

آپ صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے رجال میں سے ہیں اس کے ساتھ ساتھ آپ بہت بڑے فقیہ اور امام ہیں، امام ذہبی رحمہ اللہ نے انہیں الامام الکبیر یعنی بہت بڑے امام اور مفتی و مشق کہا ہے۔ [سير اعلام النبلاء

للذهبي: ۴۲۳/۵۔]

امام ابن سعد رحمہ اللہ (المتوفی: ۲۳۰ھ) نے کہا:

كان ثقة.

یہ ثقہ تھے [الطبقات لابن سعد: ۳۱۸/۷۔]

امام ابن عدی رحمہ اللہ (المتوفی: ۳۲۵ھ) نے کہا:

وهو عندي ثبت صدوق.

یہ میرے نزدیک ثبت اور صدوق ہیں [الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی: ۲۶۲/۴۔]

امام دارقطنی رحمہ اللہ (المتوفی: ۳۸۵ھ) نے کہا:

سليمان بن موسى، من الثقات الحفاظ.

سليمان بن موسى حفاظ اور ثقہ لوگوں میں سے ہیں [علل الدارقطني: ۱۶۱/۵۔]

اس کے علاوہ اور بھی متعدد محدثین نے انہیں ثقہ کہا ہے بعض سے معمولی جرح منقول ہے لیکن صریح اور واضح توثیق کے بالمقابل اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: [غاية التحقيق فی تضحية اہام الشريفة ص: ۵۴ تا ۵۵، از علامہ و محدث محمد رئیس ندوی رحمہ اللہ۔]

عبد الملك بن عبد العزيز بن جريج:

آپ بھی بخاری و مسلم سمیت کتب ستہ کے رجال میں سے ہیں اور زبردست ثقہ راوی ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (المتوفی: ۸۵۲ھ) نے ان کے بارے میں محدثین کے اقوال کا خلاصہ کرتے ہوئے کہا: ثقة فقيه فاضل، ثقہ فقیہ فاضل ہیں [تقریب التہذیب لابن حجر: رقم: ۴۱۹۳۔]

آپ زبردست ثقہ ہونے کے باوجود بھی مدلس ہیں لیکن یہاں پر آپ نے بالجزم زیادتی والی بات کی نسبت براہ راست اپنے استاد سلیمان بن موسیٰ کی طرف کی ہے لہذا یہاں تدلیس کے اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

روح بن عباد القيسي:

آپ بھی بخاری و مسلم سمیت کتب ستہ کے رجال میں سے ہیں اور زبردست ثقہ راوی ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (المتوفی: ۸۵۲ھ) نے ان کے بارے میں محدثین کے اقوال کا خلاصہ کرتے ہوئے کہا: ثقة فاضل له تصانیف۔

ثقة فاضل ہیں ان کی تصانیف میں [تغریب التهذیب لابن حجر: رقم: ۱۹۶۲]۔

الحارث بن ابی اسامة التمیمی:

امام ابراہیم بن اسحاق الحرابی رحمہ اللہ (المتوفی: ۲۸۵ھ) نے کہا: اسمع منه فإنه ثقة۔

ان کی حدیث سنو یہ ثقة ہیں [تاریخ بغداد، مطبعة السعادة: ۲۱۸/۸ واسنادہ صحیح]۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ (المتوفی: ۳۸۵ھ) نے کہا: صدوق۔

یہ سچے ہیں [سؤالات الحاكم للدارقطنی: ص: ۲۹۰]۔

خطیب بغدادی رحمہ اللہ (المتوفی: ۴۶۳ھ) نے کہا:

كان ثقة۔

یہ ثقة تھے [تاریخ بغداد، مطبعة السعادة: ۲۱۸/۸]۔

ایک سند جس میں حارث بھی ہیں، اس کے بارے میں امام ابن عبد البر رحمہ اللہ (المتوفی: ۴۶۳ھ) نے کہا:

رجال إسناده هذا الحديث ثقات كلهم۔

اس سند کے تمام رجال ثقة ہیں [الإنصاف لابن عبد البر: ص: ۱۷۶]۔

امام ذہبی رحمہ اللہ (المتوفی: ۷۴۸ھ) نے کہا:

الحارث نفسه ثقة۔

حارث فی نفسہ ثقة ہیں [تاریخ الإسلام ت: ۷۲۲/۶]۔

تنبیہ:

نومولود جماعت المسلمین یعنی فرقہ مسعودیہ میں سے کسی محدث اشتیاق نے زیر بحث حدیث کو ضعیف ثابت کرنے کے لئے کہا:

”حارث بن ابی اسامة کا حال معلوم نہیں“ (کیا کسی جانور کی قربانی جائز ہے: ص: ۱۶)۔

عرض ہے کہ بالا طور میں حارث بن ابی اسامة کی توثیق پیش کی جا چکی ہے اس سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ حارث بن ابی اسامة معروف ثقة راوی ہیں وہیں پر یہ بھی پتہ چلا کہ فرقہ مسعودیہ کے اشتیاق صاحب نے اپنی جہالت کو دلیل کی حیثیت دے دی ہے۔ اگر موصوف کو حارث بن ابی اسامة کا حال نہیں معلوم تھا تو آل جناب اپنی جہالت کے اظہار ہی پر اکتفاء کرتے، لیکن اس سے آگے بڑھ کر محض اپنی جہالت کی بنیاد پر یہ فیصلہ کر دینا کہ فلاں راوی کا حال معلوم ہی نہیں جہالت در جہالت ہے۔

احمد بن عبید بن اسماعیل الصفار البصری:

خطیب بغدادی رحمہ اللہ (المتوفی: ۴۶۳ھ) نے کہا:

كان ثقة ثبتاً۔

یہ ثقة اور ثبت تھے [تاریخ بغداد، مطبعة السعادة: ۲۶۱/۴]۔

امام ذہبی رحمہ اللہ (المتوفی: ۷۴۸ھ) نے کہا:

الحافظ الثقة۔

یہ حافظ اور ثقة تھے [تذكرة الحفاظ للذهبي: ۸۷۶/۳]۔

امام سیوطی رحمہ اللہ (المتوفی: ۹۱۱ھ) نے کہا:

الحافظ الثقة۔

یہ حافظ اور ثقة تھے [طبقات الحفاظ للسيوطي: ص: ۳۵۹]۔

امام ابن العماد رحمہ اللہ (المتوفی: ۱۰۸۹ھ) نے کہا:

الحافظ الثقة۔

یہ حافظ اور ثقة تھے [شذرات الذهب لابن العماد: ۲۷۷/۴]۔

تنبیہ:

نومولود جماعت المسلمین یعنی فرقہ مسعودیہ میں سے کسی محمد اشتیاق نے زیر بحث حدیث کو ضعیف ثابت کرنے کے لئے کہا:

”احمد بن عیسیٰ پر بھی کلام ہے، صرف ابن حبان نے اپنی عادت کے مطابق ثقہ کہا ہے (تہذیب)“ (کیا ضعیف جانور کی قربانی جائز ہے، ص ۱۶)۔

عرض ہے کہ یہ سفید جھوٹ یا محمد اشتیاق صاحب کی نری جہالت ہے کیونکہ اس راوی کا تذکرہ تہذیب میں ہے ہی نہیں اشتیاق صاحب نے یا تو جھوٹ بولا ہے یا جہالت کی وجہ سے یہاں کسی اور راوی کو سمجھ لیا ہے۔ بہر حال یہ راوی ثقہ ہیں اور دنیا کے کسی بھی محدث نے ان پر سرے سے کوئی جرح کی ہی نہیں ہے۔

علی بن احمد بن عبدان الشیرازی:

خطیب بغدادی رحمہ اللہ (المتوفی: ۳۶۳ھ) نے کہا:

كان ثقة. [تاریخ بغداد، مطبعة السعادة: ۳۲۹/۱]۔

یہ ثقہ تھے۔

امام ذہبی رحمہ اللہ (المتوفی: ۷۴۸ھ) نے کہا:

ثقة مشهور، عالی الإسناد. [سير أعلام النبلاء للذهبي: ۳۹۸/۱۷]۔

یہ مشہور ثقہ اور عالی الاسناد تھے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ (المتوفی: ۴۵۸ھ) نے اپنے ان استاذ کے طریق سے ایک روایت نقل کر کے کہا:

هذا إسناد صحيح. [السنن الكبرى للبيهقي: ۱۱۳/۶]۔

یہ سند صحیح ہے۔

یعنی امام بیہقی رحمہ اللہ کے یہ استاذ امام بیہقی رحمہ اللہ کے نزدیک ثقہ و معتبر تھے۔ والحمد للہ۔

تنبیہ:

نومولود جماعت المسلمین یعنی فرقہ مسعودیہ میں سے کسی محمد اشتیاق نے زیر بحث حدیث کو ضعیف ثابت کرنے کے لئے کہا:

علی بن احمد بن عبدان کون ہے معلوم نہیں۔ (کیا ضعیف جانور کی قربانی جائز ہے، ص ۱۶)۔

عرض ہے کہ یہاں بھی اشتیاق مسعودی نے اپنی جہالت کو دلیل بنالیا، فالی اللہ المصنعی۔

اشتیاق مسعودی کو کون سمجھائے کہ جس راوی سے موصوف اپنی جہالت کا اعتراف کر رہے ہیں وہ امام بیہقی رحمہ اللہ کے استاذ ہیں اور امام بیہقی سمیت متعدد محدثین کی نظر میں یہ ثقہ ہیں نیز دنیا کے کسی بھی محدث نے ان پر معمولی سی جرح بھی نہیں کی ہے۔

تنبیہ بلیغ:

علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وهذا إسناد صحيح رجاله كلهم ثقات، لكن ليس فيه قول: "وذهب" الذي هو موضع الشاهد وإنما فيه أن ابن جريج رواه عن سليمان بن موسى. يعني مرسلًا لأنه لم يذكر إسناده. فهو شاهد قوي مرسل للطرق الموصولة السابقة.

اس کی سند صحیح ہے اس کے سارے رجال ثقہ ہیں لیکن اس میں ذبح کا لفظ نہیں ہے جو کہ محل شاہد ہے بلکہ اس میں ہے کہ ابن جریج نے اسے سلیمان بن موسیٰ سے روایت کیا ہے یعنی مرسل۔ کیونکہ انہوں نے اس کی سند ذکر نہیں کی ہے، تو یہ مرسل گذشتہ موصول طرق کے لئے قوی شاہد ہے [الصحيحة: ۶۲۱/۵ تحت الرقم: ۲۴۷۶]۔

یعنی علامہ البانی رحمہ اللہ سلیمان بن موسیٰ کے اضافہ والی بات کو محض مرسل صحیح مانا ہے اور اسے دیگر موصول روایت کا شاہد تسلیم کر کے صحیح باور کیا ہے۔

لیکن ہمارے نزدیک سلیمان بن موسیٰ کی زیادتی کو مرسل قرار دینا غلط ہے۔

علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سلیمان بن موسیٰ نے اس کی سند ذکر نہیں کی ہے لیکن یہ درست نہیں ہے بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ سلیمان بن موسیٰ نے اس کی صحیح سند ذکر کر دی ہے۔ اور یہ وہی سند ہے جس سے پوری اصل روایت منقول ہے۔

دراصل زیر بحث حدیث کی روایت میں ابن جریج کے دو استاذ ہیں ایک ”عمر بن دینار“ اور دوسرے ”سلیمان بن موسیٰ“ اور ابن جریج کے ان دونوں استاذہ نے زیر بحث روایت کو نافع بن جبیر

سے نقل کیا ہے۔

اگر اس کی کوئی الگ سند ہوتی تو امام بیہقی رحمہ اللہ اسے الگ سے ذکر کرتے جیسا کہ اس کتاب میں ان کا معمول ہے لیکن یہاں پر امام بیہقی رحمہ اللہ نے سلیمان بن موسیٰ سے اوپر کوئی الگ سند ذکر نہیں کی ہے بلکہ صرف یہ کہنے پر اکتفا کیا ہے کہ ”سلیمان بن موسیٰ نے ایام ذبح کے الفاظ کا اضافہ کیا ہے۔“ یہ طرز عمل اس بات کی دلیل ہے کہ دونوں کی سند یکساں ہی ہے۔

اس کو مثال سے یوں سمجھیں کہ امام احمد رحمہ اللہ نے کہا:

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ ، عَنْ أَبِي الْأَوْزَاعِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي قَائِمًا وَقَاعِدًا ، وَخَافِيًا وَمُتَعَلِّلاً . [مسند أحمد ط الميمنية: ۲/۲۴۸]

اس کے فوراً بعد امام احمد رحمہ اللہ نے کہا:

حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، وَزَادَ فِيهِ: وَيَنْفَعُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ . [مسند أحمد ط الميمنية: ۲/۲۴۸]

اب کیا کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ کے دوسرے طریق میں حسین بن محمد نے مرسل بیان کیا ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ ہر شخص یہاں پر یہی کہے گا کہ اس دوسرے طریق میں بھی حسین بن محمد سے آگے وہی سند ہے جو پہلے طریق میں ہے۔

ہم کہتے ہیں ٹھیک اسی طرح امام بیہقی رحمہ اللہ نے ابن جریج کا جو دوسرا طریق سلیمان بن موسیٰ تک ذکر کیا ہے اس میں بھی سلیمان بن موسیٰ سے آگے وہی سند ہے جسے امام بیہقی رحمہ اللہ پہلے ذکر کر چکے ہیں۔

محدث کبیر محمد رئیس ندوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”مذکورہ بالا روایت کا حاصل مطلب ہماری سمجھ کے مطابق یہ ہے کہ ابن جریج (عبد الملک بن عبد العزیز بن جریج التوفی: ۱۵۰ھ) نے یہ بیان کیا ہے کہ سلیمان بن موسیٰ نے نافع بن جبیر سے یہ نقل کیا کہ ایک صحابی کا یہ بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں میں ایک آدمی کے ذریعہ اعلان کر دیا کہ ایام

تشریق قربانی کے ایام ہیں“ [غایۃ التحقیق فی تفسیحہ ایام التشریق: ص: ۸۶]۔

اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ بعض طرق میں پوری صراحت کے ساتھ ملتا ہے کہ ابن جریج کے استاد سلیمان بن موسیٰ نے اس حدیث کو نافع بن جبیر سے موصولاً روایت کیا ہے چنانچہ:

امام دارقطنی رحمہ اللہ (التوفی: ۳۸۵ھ) نے کہا:

حدثنا يحيى بن محمد بن صاعد نا أحمد بن منصور بن سيار نا محمد بن بكير الحضر م نا سويد بن عبد العزيز عن سعيد بن عبد العزيز التنوخي عن سليمان بن موسى عن نافع بن جبير بن مطعم عن أبيه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: أيام التشریق كلها ذبیح . [سنن الدارقطنی: ۲/۲۸۴]

اس سند میں غور کریں یہاں واضح طور پر سلیمان بن موسیٰ، نافع بن جبیر سے یہی حدیث موصولاً روایت کر رہے ہیں۔

اس سے جہاں ایک طرف یہ ثابت ہوا کہ بیہقی کی زیر بحث حدیث میں ابن جریج سے آگے کی سند موصول ہے وہیں پر یہ بھی معلوم ہوا کہ سنن دارقطنی وغیرہ میں سلیمان بن موسیٰ سے سدید کی روایت صحیح ہے گرچہ وہ متکلم فیہ ہیں کیونکہ بیہقی کی زیر بحث روایت میں ابن جریج جیسے بلند پایہ ثقہ امام نے بھی سلیمان سے یہ بات موصولاً بیان کی ہے والحمد للہ۔

اسی حقیقت کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ محمد رئیس ندوی رحمہ اللہ آگے فرماتے ہیں:

”جس کا واضح مفاد یہ ہے کہ نافع بن جبیر سے حدیث مذکور کو سلیمان سے نقل کرنے میں امام سعید بن عبد العزیز کی متابعت ابن جریج نے کر رکھی ہے“ [غایۃ التحقیق فی تفسیحہ ایام التشریق: ص: ۸۶]۔

اور ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

”اس روایت کی نقل میں سعید کی معنوی متابعت و موافقت امام عبد الملک بن جریج عبد العزیز قشیری نے کر رکھی ہے۔ یہ معلوم ہے کہ متابعت خفیف الضعف مجروح راوی کی بھی معتبر ہے اور یہ ثابت ہو گیا کہ سعید بن عبد العزیز اور عبد الملک بن عبد العزیز دونوں کے دونوں حضرات اس حدیث کو متصل سند کے ساتھ بیان کرنے میں ایک دوسرے کے متابع ہیں لہذا یہ حدیث صحیح قرار پاتی ہے“ [غایۃ التحقیق فی تفسیحہ ایام

التشریق: ص: ۷۷]

خلاصہ بحث:

امام تہجدی کی روایت کردہ یہ حدیث بالکل صحیح و متصل ہے، اس صحیح و متصل سند کے سامنے آنے کے بعد اب ایام تشریق کے ایام ذبح ہونے والی حدیث کی تصحیح کے لئے کسی بھی اور سند کی سرے سے ضرورت ہی نہیں ہے۔ علامہ محمد رفیع ندوی رحمہ اللہ نے بھی کہا:

”سلیمان سے ابن جریج کی روایت کردہ زیر بحث حدیث نے حدیث مذکور کو مزید شواہد و متابعات سے مستحکم کر دیا ہے“ [غایۃ التحفیل فی تضحیۃ ایام التشریق: ص: ۸۹]۔

❁ دوسری حدیث: (حدیث جبیر بن مطعمؓ):

امام ابن حبان رحمہ اللہ (المتوفی: ۳۵۴ھ) نے کہا:

أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الصُّوفِيُّ بِغَدَاذَ، حَدَّثَنَا أَبُو نَصْرِ التَّمَارُ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْقَشِيرِيُّ فِي شَوَّالِ سَنَةِ سَبْعٍ وَعَشْرِينَ وَمِائَتَيْنِ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعَمٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”كُلُّ عَرَفَاتٍ مَوْقِفٌ، وَارْفَعُوا عَنْ عُرْنَةِ، وَكُلُّ مَوْذَلَعَةٍ مَوْقِفٌ، وَارْفَعُوا عَنْ مُحَسَّرٍ، فَكُلُّ فِجَاجٍ مَنَى مَنَحَوْ، وَفِي كُلِّ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ ذَبْحٌ“.

صحابی رسول جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پورا عرفات وقف کی جگہ ہے اور عرنہ سے ہٹ کر وقف کرو اور پورا مزدلفہ وقف کی جگہ ہے اور وادی محسر سے ہٹ کر وقف کرو اور منیٰ کا ہر راستہ قربانی کی جگہ ہے اور تشریق کے تمام دن ذبح کرنے کے دن ہیں [صحیح ابن حبان: ۱۶۶/۹ رقم: ۳۸۵۴]۔

یہ حدیث مرفوعہ متصل صحیح ہے امام ابن حبان رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے اس کی سند کے رجال کا مختصر تعارف ملاحظہ ہو:

❁ عبد الرحمن بن ابی حسین النوفلی:

امام ابن حبان رحمہ اللہ (المتوفی: ۳۴۵ھ) نے انہیں ثقات میں ذکر کرتے ہوئے کہا:

عبد الرحمن بن ابی حسین والد عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی حسین یروی عن جبیر بن مطعم روى عنه سليمان بن موسى.

عبد الرحمن بن ابی حسین یہ عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی حسین کے والد ہیں یہ جبیر بن مطعم سے روایت کرتے ہیں ان سے سلیمان بن موسیٰ نے روایت کیا ہے [النفقات لابن حبان: ۱۰۹/۵]۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ کے ساتھ ساتھ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی اس راوی کو ثقہ کہا ہے کیونکہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حجة الجمهور حديث جبیر بن مطعم رفعه فجاء منى منحرو وفي كل أيام التشریق ذبح اخرجه أحمد لكن في سنده انقطاع ووصله الدارقطني ورجاله ثقات. جمهور (یعنی چاردن قربانی کے قائلین) کی دلیل جبیر بن مطعم کی مرفوع حدیث ہے کہ: منیٰ کا ہر راستہ قربان گاہ ہے اور تشریق کے ہر دن ذبح کے دن ہیں اسے امام احمد نے روایت کیا ہے لیکن اس کی سند میں انقطاع ہے لیکن امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اسے موصول بیان کیا ہے اور اس کے رجال ثقہ ہیں [فتح الباری لابن حجر: ۸۱۰]۔

عرض ہے کہ فجاج منیٰ منحر۔۔۔ والی مکمل روایت جو موصول ہے اسے جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے عبد الرحمن بن ابی حسین نے ہی روایت کیا ہے اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کے سارے رجال کو ثقہ کہا ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ عبد الرحمن بن ابی حسین ابن حبان کی طرح حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے نزدیک بھی ثقہ ہیں لہذا یہ کہنا درست نہیں ہے کہ عبد الرحمن بن ابی حسین کی توثیق میں ابن حبان منفرد ہیں۔

اگر کوئی کہے کہ فجاج منیٰ منحر۔۔۔ والی موصول روایت کے رجال کو ثقہ کہنے کے بعد حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے دارقطنی کا حوالہ دیا ہے اور سنن دارقطنی میں یہ روایت موجود نہیں ہے بلکہ سنن دارقطنی میں ایک جو موصول روایت ہے اس کی سند میں عبد الرحمن بن ابی حسین نہیں بلکہ اس کی جگہ نافع بن جبیر ہیں۔

تو جواباً عرض ہے کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی مراد یہ روایت قطعاً نہیں ہو سکتی اس کی دو وجوہات ہیں:

اول:

نافع بن جبیر والی موصول روایت کے الفاظ فاج منی مخر۔۔۔ والے الفاظ نہیں ہیں جبکہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے جس روایت کے رجال کو ثقہ کہا ہے اس میں فاج منی مخر۔۔۔ کے الفاظ نقل کئے ہیں کما مقلی۔

دوم:

نافع بن جبیر والی موصول روایت میں سوید بن عبد العزیز موجود ہے اور یہ بہت ہی مشہور و معروف ضعیف راوی ہے۔

بلکہ خود حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب تقریب میں اسے ضعیف قرار دیتے ہوئے کہا:

سوید بن عبد العزیز بن نمیر السلمی مولاہم الدمشقی وقیل اصلہ حمصی وقیل غیر ذلک ضعیف من کبار التاسعة مات سنة ۹۳ ات ق. [تقریب التہذیب لابن حجر: رقم: ۲۶۹۲]

صرف یہی نہیں کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے سوید کو ضعیف کہا ہے بلکہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اپنی متعدد کتب میں سوید کی مرویات کو بھی ضعیف کہا ہے۔ مثلاً دیکھیے: [تلخیص الحیر لابن حجر: ۱۱۷/۳]

حتیٰ کہ اسی فتح الباری میں ہی ایک مقام پر کہا:

سوید ضعیف عندہم۔

یعنی سوید محدثین کے نزدیک ضعیف ہے [فتح الباری لابن حجر: ۵۷۲/۱]

معلوم ہوا کہ سوید کے ضعیف ہونے پر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ پوری طرح آگاہ تھے لہذا یہ ناممکن ہے کہ آپ ایسی سند کے تمام رجال کو ثقہ بولیں جس میں سوید نامی مشہور ضعیف راوی ہو بالخصوص جبکہ اسی کتاب فتح الباری ہی میں اس راوی کو ضعیف قرار دے چکے ہوں۔

نیز دارقطنی نے عمرو بن دینار کے طریق سے بھی اسے موصول بیان کیا ہے لیکن یہ روایت بھی حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی مراد نہیں ہو سکتی کیونکہ یہاں بھی یہی دونوں وجوہات ہیں یعنی اس میں بھی فاج منی مخر۔۔۔ والے الفاظ نہیں ہیں اسی طرح اس میں بھی ایک بہت ہی مشہور اور تخرت ضعیف راوی احمد بن

عیسیٰ الخشاب موجود ہے۔ خود حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کے بارے میں کہا: احمد بن عیسیٰ

الغنیسی المصری لیس بالقوی. [تقریب التہذیب لابن حجر: رقم: ۸۷]

ان دو وجوہات کی بنا پر یہ ناممکن ہے کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے جس سند کے رجال کو ثقہ کہا ہے وہ نافع بن جبیر یا عمرو بن دینار والی سند ہے اور علامہ البانی رحمہ اللہ کا یہ کہنا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے امام بیہقی کی تقلید میں اس کے رجال کو ثقہ کہا ہے۔ [الصحیحہ: ۱۵/۶۲۰] بے بنیاد ہے کیونکہ امام بیہقی نے صرف اور صرف موصول ہونے کی بات کہی ہے اور سند کے کسی بھی راوی کو سرے سے ثقہ کہا ہی نہیں ہے لہذا رجال کو ثقہ کہنے والی بات میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ امام بیہقی کی تقلید کیونکر کر سکتے ہیں۔

اب رہی بات یہ کہ پھر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے جس طریق کے رجال کو ثقہ کہہ کر دارقطنی کی طرف منسوب کیا ہے وہ تو دارقطنی کی کتب میں موجود ہی نہیں۔

تو عرض ہے کہ یہاں پر دو باتیں ممکن ہیں۔

پہلی بات یہ کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے دارقطنی کی سنن کے بجائے کوئی ایسی کتاب مراد لی ہو جس تک ہماری رسائی نہیں۔

یاد دوسری بات یہ ہو سکتی ہے کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے سبقت قلمی میں دارقطنی لکھ دیا ہے اور اصل میں وہ ابن حبان لکھنا چاہتے ہوں کیونکہ صحیح ابن حبان میں فاج منی مخر۔۔۔ والی مکمل روایت موصول موجود ہے۔

اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اپنی ایک دوسری کتاب میں کہا:

حدیث (حب حم): "کل عرفات موقف وارفعوا عن عرنة، وکل مزدلفة موقف وارفعوا عن محسر، وکل فجاج منی منحرا، وکل ایام التشریق ذبح۔"

حب فی الثالث والأربعین من الثالث: أنا أحمد بن الحسن بن عبد الجبار، ثنا أبو نصر التمار، ثنا سعید بن عبد العزیز، ثنا سلیمان بن موسی، عن عبد الرحمن بن أبی حسین، عنہ، بہ، رواہ الإمام أحمد: عن أبی المغيرة وأبی الیمان، عن سعید بن عبد العزیز، عن سلیمان بن موسی، عنہ، بہ. [تحف المہرۃ لابن حجر: ۶۴/۵]

یہاں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے (حم) یعنی مسند احمد کی منقطع روایت نقل کیا اور اس کے ساتھ میں (حب) یعنی ابن حبان کی موصول روایت ذکر کی ہے۔ اس سے اشارہ ملتا ہے کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ مسند احمد کی منقطع روایت کے ساتھ جس موصول روایت کو پیش نظر رکھتے تھے وہ ابن حبان والی موصول روایت ہی ہے۔

بہر حال معاملہ کچھ بھی ہو لیکن یہ بات متعین ہے کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے جس موصول روایت کے رجال کو ثقہ کہا ہے اس میں عبدالرحمن بن ابی حسین موجود ہے۔ اس پوری تفصیل سے معلوم ہوا کہ عبدالرحمن بن ابی حسین کو ابن حبان کے ساتھ ساتھ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی ثقہ کہا ہے اور اس کے برخلاف ان سے متعلق جرح کا ایک حرف بھی منقول نہیں ہے، پس ثابت ہوا کہ عبدالرحمن بن ابی حسین ثقہ راوی ہیں۔

✽ سلیمان بن موسیٰ القرشی:

آپ صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے رجال میں سے ہیں اس کے ساتھ ساتھ آپ بہت بڑے فقیہ اور امام ہیں، امام ذہبی رحمہ اللہ نے انہیں ”الامام الکبیر“ یعنی بہت بڑے امام اور ”مفتی و مشق“ کہا ہے۔ [مسیر اعلام النبلاء للذہبی: ۴۳۱/۵]

✽ امام ابن سعد رحمہ اللہ (متوفی: ۲۴۰ھ) نے کہا:

كان ثقة.

یہ ثقہ تھے [الطبقات لابن سعد: ۳۱۸/۷]

✽ امام ابن عدی رحمہ اللہ (متوفی: ۳۶۵ھ) نے کہا:

وهو عندي ثبت صدوق.

یہ میرے نزدیک ثبت اور صدوق ہیں [الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی: ۲۶۲/۴]

✽ امام دارقطنی رحمہ اللہ (متوفی: ۳۸۵ھ) نے کہا:

سلیمان بن موسیٰ، من الثقات الحفاظ.

سلیمان مویٰ حفاظ اور ثقہ لوگوں میں سے ہیں [علل الدارقطنی: ۶۴۱/۵]

اس کے علاوہ اور بھی متعدد محدثین نے انہیں ثقہ کہا ہے بعض سے معمولی جرح منقول ہے لیکن صریح اور واضح توثیق کے بالقابل اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: [غایۃ التحقیق فی تضحیۃ ابام التشریق: ص: ۵۴ تا ۵۶، از علامہ محدث محمد ریحان ندوی رحمہ اللہ]۔

✽ سعید بن عبد العزیز بن ابی یحییٰ التنوخی:

آپ مسلم اور سنن اربعہ کے راوی اور بہت بڑے امام ہیں۔ حتیٰ کی امام احمد رحمہ اللہ نے ان کے اور امام اوزاعی کے بارے میں کہا:

هما عندي سواء.

یہ دونوں میرے نزدیک برابر ہیں [العلل ومعرفة الرجال لأحمد: ۵۳/۳]۔

✽ بلکہ ابوحاتم محمد بن ادیس الرازی، (متوفی: ۲۷۷ھ) نے کہا:

كان أبو مسهر يقدم سعيد بن عبد العزيز على الأوزاعي.

ابو مسہر عبدالاعلیٰ غسانی (متوفی: ۲۱۸ھ) انہیں امام اوزاعی پر مقدم کرتے تھے [الشرح والتعديل لابن أبي حاتم: ۴۲/۴]۔

✽ اور امام احمد رحمہ اللہ نے یہاں تک کہا:

ليس بالشام رجل اصح حديثا من سعيد بن عبد العزيز التنوخي.

شام میں سعید بن عبدالعزیز تنوخی سے زیادہ صحیح حدیث والا کوئی نہیں ہے [العلل ومعرفة الرجال لأحمد: ۵۳/۳]۔

✽ امام حاکم رحمہ اللہ (متوفی: ۴۰۵ھ) نے کہا:

سعيد بن عبد العزيز التنوخي لاهل الشام كمالك بن انس في التقدم والفضل والفقه والامانة.

سعید بن عبدالعزیز تنوخی اہل شام کے لئے فضل ومنزلت اور فقه وامانت میں امام مالک کی طرح ہیں [سوالات المسحوزی للحاکم: ص: ۲۰۸]۔

اب جنہیں امام اوزاعی اور امام مالک کے مثل قرار دیا گیا ہے اور امام مسلم نے جن سے صحیح میں روایت

لی ہوان کے بارے میں مزید تفصیل پیش کرنے کی ضرورت نہیں حالانکہ اس زبردست تعدیل و توثیق کے علاوہ بھی اور بھی کئی محدثین نے ان کی صریح توثیق کی ہے مثلاً:

✽ امام ابن معین رحمہ اللہ (المتوفی: ۲۳۳ھ) نے کہا:

ثقة.

یہ ثقہ ہیں [الحرخ والتعدیل لابن ابی حاتم: ۴۳/۴ وسندہ صحیح]۔

ان پر بعض معمولی جرح منقول ہے جس کی کوئی حیثیت نہیں۔

✽ عبد الملک بن عبد العزیز القشیری النسائی:

آپ مسلم اور نسائی کے راوی ہیں، آپ بالاتفاق ثقہ فاضل ہیں کسی بھی محدث نے آپ پر جرح نہیں کی ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ آپ کے بارے میں محدثین کے اقوال کا خلاصہ پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں: ثقة عابد

آپ ثقہ عابد ہیں [تقریب التہذیب لابن حجر: رقم: ۴۱۹۴]۔

✽ احمد بن الحسن بن عبد الجبار البغدادی:

آپ صحیح ابن حبان وغیرہ کے رجال میں سے ہیں اور بالاتفاق ثقہ ہیں کسی بھی محدث نے آپ پر کوئی جرح نہیں کی ہے اور کئی ایک محدث نے آپ کو صراحۃً ثقہ کہا ہے مثلاً:

✽ امام حاکم رحمہ اللہ (المتوفی: ۴۰۵ھ) نے کہا:

ثقة.

یہ ثقہ ہیں [سؤالات السجری للحاکم: ص: ۱۲۴]۔

✽ خطیب بغدادی رحمہ اللہ (المتوفی: ۴۶۳ھ) نے کہا:

کان ثقة.

آپ ثقہ تھے [تاریخ بغداد، مطبعة السعادة: ۸۶/۴]۔

حدیث مذکور کی سند پر حافظ زبیر علی زئی کے اعتراضات اور اس کے جوابات:

حافظ زبیر علی زئی نے اس حدیث کی سند پر دو اعتراضات کیا ہے:

اول: عبد الرحمن بن ابی حسین کی توثیق ابن حبان کے علاوہ کسی اور سے ثابت نہیں لہذا یہ راوی مجہول الحال ہے۔

دوم: حافظ البرار نے کہا: وابن ابی حنین لم یلق جُبیر بن مطعم

اور (عبد الرحمن) ابن ابی حسین کی جبیر بن مطعم سے ملاقات نہیں ہوئی۔ (البحر الزخار: ۳۶۴/۸

ج ۳۲۴۳)۔۔۔ دیکھئے فتاویٰ علیہ ج ۲ ص ۱۷۸]۔

عرض ہے کہ جہاں تک پہلے اعتراض کی بات ہے یعنی یہ کہ عبد الرحمن بن ابی سعید کو ابن حبان کے علاوہ کسی نے ثقہ نہیں کہا ہے تو یہ بات غلط ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ابن حبان کے ساتھ ساتھ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی ان کی توثیق کی ہے گذشتہ سطور میں پوری تفصیل پیش کی جا چکی ہے۔

ربادوسرا اعتراض کہ امام بزار نے عبد الرحمن بن ابی حسین اور جبیر بن مطعم کے مابین انقطاع کا دعویٰ کیا ہے تو عرض ہے کہ امام بزار کے اس دعویٰ کی کوئی حیثیت نہیں کیونکہ ابن حبان رحمہ اللہ نے صحیح ابن حبان میں اس سند کو صحیح کہا ہے جو اس بات کو مستلزم ہے کہ ابن حبان کے نزدیک یہ سند متصل ہے جیسا کہ ابن حبان نے صحیح ابن حبان کے مقدمہ میں صراحت کر دی ہے۔

یہ عام فہم بات ہے کہ جس طرح ناقد محدث کسی سند کو صحیح کہے تو اس کی تصحیح میں سند کے رجال کی توثیق ہوتی ہے ٹھیک اسی طرح اس کی تصحیح میں سند کے اتصال اور عدم انقطاع کا بھی حکم ہوتا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (المتوفی: ۸۵۴ھ) ایک مقام پر فرماتے ہیں:

وقال: (یعنی الدارقطی) هذه كلها مراسيل، ابن بريده لم يسمع من عائشة.

قلت: صحح له الترمذی حديثه عن عائشة في القول ليلة القدر، من رواية: جعفر بن

سليمان، بهذا الإسناد، ومقتضى ذلك أن يكون سمع منها، ولم أقف على قول أحد

وصفہ بالتدلیس۔

دارقطنی نے کہا یہ سب مرسل ہیں ابن بریدہ نے اماں عائشہ رضی اللہ عنہا سے نہیں سنا، میں (حافظ ابن حجر) کہتا ہوں کہ: امام ترمذی نے دعائے الیۃ القدر کی بابت اماں عائشہ رضی اللہ عنہا سے ابن بریدہ کی روایت کردہ حدیث کو صحیح کہا ہے یہ روایت اسی سند سے جعفر بن سلیمان سے مروی ہے۔ اور اس کا تقاضہ ہے کہ ابن بریدہ نے اماں عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا ہے اور میں کسی کا قول نہیں جانتا جس نے ابن بریدہ کو مدلس کہا ہو [إنحاف المہرۃ لابن حجر: ۵۱۷]۔

عرض ہے کہ اگر امام ترمذی رحمہ اللہ کی ”صحیح“ سماع کے ثبوت پر دال ہے تو امام ابن حبان رحمہ اللہ کی ”صحیح“ بدرجہ اولیٰ سماع پر دلالت کرے گی۔

یاد رہے کہ امام حبان رحمہ اللہ جرح و تعدیل کے زبردست امام ہیں، صرف اور صرف مجاہل کی توثیق سے متعلق انہیں تسامح نہیں کیا گیا ہے لیکن اتصال و انقطاع کے فیصلہ میں وہ قطعاً تسامح نہیں بلکہ ایسے معاملات میں وہ تشدد ہیں۔

اس کے برخلاف امام بزار اس پائے کے امام نہیں ہیں بلکہ کئی ایک محدث نے ان پر جرح کر رکھی ہے بلکہ خود حافظ زہری نے بھی بزار کو ایک جگہ متکلم فیہ بتلایا ہے۔

عرض ہے کہ جب یہ صورت حال ہے کہ امام بزار متکلم فیہ کا موقف ابن حبان زبردست ثقہ امام کے موقف سے ٹکرا رہا ہے، تو ظاہر ہے کہ اس صورت میں ابن حبان ہی کے موقف کو ترجیح دی جائے گی۔

علاوہ بریں جبیر بن مطعم کی اس حدیث کے کئی طرق ہیں اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ اس کے سارے طرق ضعیف ہیں تو بھی یہ تمام طرق ایک دوسرے کے ساتھ تقویت پا کر حسن لغیرہ ہر حال میں بن جائیں گے بلکہ شواہد کے پیش نظر صحیح قرار پائیں گے۔

ذیل میں ہم حدیث جبیر بن مطعم کے دیگر طرق پیش کرتے ہیں:

✽ طریق نافع بن جبیر:

امام دارقطنی رحمہ اللہ (التوفی: ۳۸۵ھ) نے کہا:

حدثنا يحيى بن محمد بن صاعد نا أحمد بن منصور بن سيار نا محمد بن بكير

الحضرمی نا سويد بن عبد العزيز عن سعيد بن عبد العزيز التنوخي عن سليمان بن موسى عن نافع بن جبیر بن مطعم عن أبيه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: أيام التشريق كلها ذبيح. [سنن الدارقطني: ۲۸۴/۴]۔

✽ طریق عمرو بن دينار:

امام دارقطنی رحمہ اللہ (التوفی: ۳۸۵ھ) نے کہا:

حدثنا أبو بكر النيسابوري نا أحمد بن عيسى الخشاب نا عمرو بن أبي سلمة نا أبو معيد عن سليمان بن موسى أن عمرو بن دينار حدثه عن جبیر بن مطعم أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: كل أيام التشريق ذبيح. [سنن الدارقطني: ۲۸۴/۴]۔

✽ طریق سلیمان بن موسى:

امام دارقطنی رحمہ اللہ (التوفی: ۳۸۵ھ) نے کہا:

حدثنا أبو الیمان، قال: حدثنا سعيد بن عبد العزيز، عن سليمان بن موسى، عن جبیر بن مطعم، عن النبي صلى الله عليه وسلم، فذكر مثله، وقال: كل أيام التشريق ذبيح. [مسند أحمد ط الميمنية: ۸۲/۴]۔

عبدالرحمن بن ابی حسیں کے طریق سمیت حدیث جبیر بن مطعم کے یہ کل چار طرق ہیں، ہم نے حدیث جبیر بن مطعم کے دیگر تین طرق کو اختصار کے ساتھ محض پیش کرنے پر اکتفا کیا ہے اس کی سندوں پر تفصیلی بحث کے لئے شائقین محدث کبیر علامہ محمد رفیع ندوی کی دو کتابیں ”غایۃ التحقیق فی تفسیر التشریق“ اور ”قصہ ایام قربانی کا“ دیکھیں۔

ان متعدد طرق کی بنیاد پر بہت سارے اہل علم نے جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو صحیح یا حسن قرار دیا ہے۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ نے تعدد طرق کی بنا پر اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیں: [زاد المعاد: ۲۹۱/۲]۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں اس کے دو طریق کو نقل کیا ہے اور دوسرے طریق کے رجال کو

فقہ کہا ہے کما مفسی یاد رہے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اگر فتح الباری میں کوئی روایت نقل کر کے اس کی تضعیف نہ کریں تو وہ روایت ان کی نظر میں صحیح یا کم از کم حسن ہوتی ہے۔

علامہ البانی رحمہ اللہ نے بھی اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھئے: [التعلیقات الحسان علی صحیح ابن حبان للالبانی: ۶۱/۶، الصلیحۃ: ۶۲۱/۵ تحت الرقم: ۲۴۷۶]۔

اسی طرح شعب ابی وہب اور ان کے رفقاء نے بھی اس حدیث کو تعدد طرق کی بنا پر صحیح کہا ہے۔ مثلاً دیکھئے: [مسند أحمد ط الرسالة: ۳۱۶/۲۷ رقم: ۱۶۷۵۱]۔

شیخ احمد الغماری نے بھی اس حدیث کو تعدد طرق کے پیش نظر صحیح کہا ہے۔ دیکھئے: [الہدایۃ فی تخریج الأحادیث البدیۃ: ۴۰۳/۵-۴۰۴]۔

اسی طرح علامہ عبید اللہ مبارکپوری رحمہ اللہ نے بھی تعدد طرق سے اسے صحیح کہا ہے۔ دیکھئے: [امرعلة المفتاح شرح مشکاة المصابیح: ۱۰۸/۵]۔

اسی طرح معاصرین میں بہت سارے اہل علم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

☆ لطیفہ:

ابن الترمذی حنفی اور بعض نے انتہائی لاپرواہی کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ کہہ دیا کہ اس کی سند میں اضطراب ہے یعنی سلیمان بن موسیٰ نے الگ الگ دفعہ اپنے الگ الگ استاذوں سے یہ حدیث نقل کی ہے۔

عرض ہے سند میں اس طرح کے اختلاف کو اضطراب نہیں تعدد طرق کہتے ہیں دریں صورت یہ چیز حدیث کے لئے تقویت کا باعث ہے۔

یہ بہت بڑی بھول ہے کہ جو چیز صحت حدیث پر دلالت کرتی ہو اسی کو تضعیف کی دلیل سمجھ لیا جائے۔ یاد رہے کہ یہ نظریہ درست نہیں کہ ہر جگہ ضعیف حدیث دوسری ضعیف حدیث سے مل کر حسن لغیرہ ہو جاتی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ موقف کہ ضعیف حدیث ضعیف سے مل کر کسی بھی صورت میں حسن لغیرہ یا مقبول و حجت نہیں ہوتی ہے، باطل و مردود ہے بلکہ عصر حاضر کی بدعت ہے چودہ سو سالہ دور میں کسی ایک بھی عالم نے ایسا موقف اختیار نہیں کیا ہے۔ بلکہ معاصرین میں بھی حافظ زبیر علی زئی کے علاوہ

علم حدیث سے دلچسپی رکھنے والے کسی بھی عالم کے بارے میں ہمیں نہیں معلوم کہ اس نے علی الاطلاق اس طرح کی بات کہی ہو۔

دکتور خالد الدریس اور عمر و عبدالمعتم سلیم وغیرہ نے اس موضوع پر کتابیں لکھی ہیں مگر انہوں نے بھی یہ موقف نہیں اپنایا ہے کہ کسی بھی صورت میں ضعیف دوسری ضعیف سے مل کر تقویت نہیں پاسکتی یا مقبول و حجت نہیں ہو سکتی۔ لہذا حسن لغیرہ کو علی الاطلاق رد کر دینے والا نظریہ حافظ زبیر علی زئی کا تفرد ہے۔

✽ تیسری اور چوتھی حدیث: (حدیث ابی ہریرہ والی سعید رضی اللہ عنہما)

امام تہذیبی رحمہ اللہ (التوتنی ۴۵۸) نے کہا:

أخبرنا أبو سعد المالینی، أنبأ أبو أحمد بن عدی الحافظ، أنبأ عبد الله بن محمد بن مسلم، ثنا دحیم، ثنا محمد بن شعيب، ثنا معاوية بن يحيى عن الزهري، عن سعيد بن المسيب، مرة عن أبي سعيد ومرة عن أبي هريرة رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم: أيام التشريق كلها ذبح.

دو صحابہ ابو سعید خدری اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما اللہ کے نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تشریق کے سارے دن ذبح کے دن ہیں [السنن الکبریٰ للبیہقی: ۶۹۹/۲۹]۔

یہ حدیث بالکل صحیح اور اس کی سند بھی متصل ہے اس کے رجال کا مختصر تعارف ملاحظہ ہو:

✽ سعید بن المسیب القرشی:

آپ بخاری و مسلم اور کتب ستہ کے بہت ہی مشہور ثقہ راوی اور بہت بڑے امام ہیں آپ کسی تعارف کی محتاج نہیں۔

✽ محمد بن شہاب الزہری:

آپ بھی بخاری و مسلم اور کتب ستہ کے بہت ہی مشہور ثقہ راوی اور بہت بڑے امام ہیں آپ کسی

تعارف کے محتاج نہیں۔ آپ پر تدلیس کا الزام باطل ہے اس کا کوئی ٹھوس ثبوت موجود نہیں ہے نیز بعض نے انہیں تدلیس ماننے کے باوجود بھی ان کی تدلیس کی قلت کے پیش نظر ان کے عمدے کو مقبول قرار دیا ہے۔

✽ معاویہ بن یحییٰ الصدیقی:

آپ ترمذی اور ابن ماجہ کے رجال میں سے ہیں آپ کو بے شک محدثین نے ضعیف کہا ہے لیکن آپ علی الاطلاق ضعیف نہیں بلکہ آپ ان روایات میں ضعیف ہیں جنہیں آپ نے غیر شام میں بیان کیا ہے لیکن جن روایات کو آپ نے شام میں بیان کیا ہے ان میں آپ ثقہ ہیں جیسا کہ اہل فن نے صراحت کی ہے چنانچہ:

✽ امام ابن حبان رحمہ اللہ (التوفی ۳۵۳) نے کہا:

فَجَاءَ رِوَايَةُ الرَّازِيِّ عَنْهُ إِسْحَاقُ بْنُ مُسْلِمَانَ وَذَوْبُهُ كَأَنَّهَا مَقْلُوبَةٌ وَفِي رِوَايَةِ الشَّامِيِّينَ عِنْدَ الْهَقْلِ بْنِ زَيْدٍ وَغَيْرِهِ أَشْيَاءٌ مُسْتَقِيمَةٌ تَشَبِهُ حَدِيثَ الثَّقَاتِ

معاویہ کے راوی تلامذہ مثلاً سلیمان اور ان کے رفقاء نے معاویہ سے جو نقل کیا ہے وہ مقلوب معلوم ہوتا ہے اور اور ان کے شامی تلامذہ مقل بن زیاد وغیرہ نے ان سے ایسی باتیں نقل کی ہیں جو درست اور ثقہ کی احادیث کے موافق ہیں [المحروحين لابن حبان: ۲۱۳]۔

✽ امام ابو زرعہ الرازی رحمہ اللہ (التوفی ۲۶۳) نے کہا:

ليس يقوى أحاديثه كلها مقلوبة ما حدث بالورى والذي حدث بالشام أحسن حالا
یہ قوی نہیں ہیں ان کی وہ تمام احادیث مقلوب ہیں جو انہوں نے ”رے“ میں بیان کیا ہے اور جن احادیث کو انہوں نے ”شام“ میں بیان کیا ہے ان کی حالت بہتر ہے [الشرح والتعديل لابن أبي حاتم: ۳۸۳۱۸]۔

اس بابت بہت ہی عمدہ اور مفصل بحث کے لئے دیکھئے: غایۃ التحقیق فی تضحیۃ ایام التشریق ص ۲۱ تا ۳۶ از علامہ محمد رئیس ندوی رحمہ اللہ۔

بعض اہل علم غالباً یہ فرق پیش نظر نہ رکھ سکے جس کے سبب انہوں نے اس سند کو ضعیف کہہ دیا اور امام ابو حاتم نے تو اس سند کو موضوع تک کہہ دیا جو حد درجہ مبالغہ اور غلو ہے اسی لئے علامہ البانی فرماتے ہیں:

قلت: وهذا من حديثه بالشام، فقد رواه عنه محمد بن شعيب، وهو ابن شاذان
الدمشقي، ولذلك فقد غلا أبو حاتم حين قال كما رواه ابنه في العلل (۳۸/۲)
هذا حديث موضوع عندى، والصواب عندى أنه لا ينزل عن درجة الحسن
بالشواهد التى قبله، ولا سيما وقد قال به جمع من الصحابة كما فى ”شرح مسلم“
للنووى، والمجموع له (۳۹۰/۸)۔

میں (البانی) کہتا ہوں کہ یہ حدیث معاویہ کی شام میں بیان کردہ احادیث میں سے ہے کیونکہ اسے ان سے محمد بن شعیب نے روایت کیا ہے اور یہ شاذان دمشقی کے بیٹے ہیں، بتابریں ابو حاتم نے یہ کہہ کر غلو کیا ہے جیسا کہ ان کے بیٹے نے علل ج ۲ ص ۳۸ پر نقل کیا کہ انہوں نے کہا: یہ حدیث میرے نزدیک موضوع ہے۔ جبکہ صحیح بات یہ ہے کہ میرے نزدیک یہ حدیث ماقبل میں میں مذکور شواہد کے پیش نظر حسن درجہ سے کم نہیں ہے۔ بالخصوص جبکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے اسی کے موافق فتویٰ دیا ہے جیسا کہ شرح مسلم للنووی اور مجموع للنووی (۳۹۰/۸) میں ہے [سلسلة الأحادیث الصحيحة: ۱/۵: ۶۲۱]۔

✽ محمد بن شعیب القُرشي:

آپ سنن اربعہ کے راوی اور بالا اتفاق ثقہ ہیں۔

✽ امام بخاری رحمہ اللہ (التوفی ۲۵۶) نے کہا:

شامي، ثقة

آپ ثقہ شامی ہیں [تاريخ الثقات للعجلي: ص ۴۰۵]۔

✽ امام بیہقی رحمہ اللہ (التوفی ۴۵۸) نے کہا:

ثقة

آپ ثقہ ہیں [المدخل للبيهقي ص ۳۴۴]۔

✽ تحریر التقریب کی مؤلفین (دکتر بشار عواد اور شعیب اربووط) نے کہا:

ثقة، ولا نعلم فيه جرحاً معتبراً

آپ ثقہ ہیں ہم آپ کے سلسلے میں کوئی معتبر جرح نہیں جانتے [تحریر التقریب: رقم: ۵۹۵۸]۔

✽ امام ابن الجوزی رحمہ اللہ (المتوفی ۵۹۷) نے کہا:

كان ثقة

آپ ثقہ تھے [المنتظم لابن الجوزی: ۱۵/۱۴۶]۔

اس پوری تفصیل سے معلوم ہوا کہ یہ حدیث بالکل صحیح ہے، واللہ۔

✽ فصل سوم

چار دن قربانی کی مشروعیت پر اقوال صحابہ

صحابہ کرام میں متعدد صحابہ کرام سے چار دن قربانی کے اقوال منقول ہیں ہماری رسائل ان اقوال کے اصل مراجع تک نہیں ہو سکی لیکن متعدد اہل علم نے ان صحابہ کی طرف بالجزم چار دن قربانی کا قول منسوب کیا ہے ممکن ہے ان اقوال کی صحیح سندیں ایسی کتب میں ہوں جن تک ہماری رسائی نہ ہو یا جو مفقود ہو چکی ہوں، یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف کتاب و سنت کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے نہ کہ امتیوں کے اقوال کی بھی اس لئے امتیوں کے اقوال کی صحیح سندوں کا مفقود ہو جانا کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لأن الله تعالى لم يتعهد لنا بحفظ أسماء كل من عمل بنص ما من كتاب أو سنة ونما تعهد بحفظهما فقط كما قال: (نَا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَنَأْتِي لِحَافِظُونَ) فوجب العمل بالنص سواء علمنا من قال به أو لم تعلم

اللہ تعالیٰ نے اس بات کی ضمانت نہیں لی ہے کہ کتاب و سنت پر عمل کرنے والے جملہ حضرات کے اسماء کی حفاظت کرے گا، بلکہ اس نے صرف، کتاب و سنت کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے جیسا کہ فرمایا: (ذکر کو ہم نے ہی نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے) پس کسی بھی ثابت شدہ نص پر عمل کرنا واجب ہوگا، خواہ اس کے قائلین یا اس پر عمل کرنے والوں کے نام معلوم ہوں یا نہ ہوں (آداب الرفاف فی السنة المطهرة: ص ۲۶۷)۔

عام طور سے فقہاء اس نوعیت کے اقوال سے حجت پکڑتے ہیں اس لئے ہم ایسے اقوال کی فہرست پیش کرتے ہیں:

✽ عبد الرحمن بن إبراهيم دحيم:

آپ بخاری الیوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ کے رجال میں سے ہیں اور بہت بڑے ثقہ متقن امام ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (المتوفی ۸۵۲) نے آپ کے بارے میں محدثین کے اقوال کا خلاصہ پیش کرتے ہوئے کہا: ثقة حافظ متقن، آپ ثقہ، حافظ اور متقن ہیں [تقریب التہذیب لابن حجر: رقم ۳۷۹۳]۔

✽ جعفر بن أحمد الدمشقي:

آپ امام طبرانی کے شیوخ میں سے ہیں، کسی بھی محدث نے ان پر کوئی جرح نہیں کی ہے بلکہ امام دارقطنی جیسے جلیل القدر محدث نے انہیں ثقہ کہا ہے، چنانچہ:

✽ امام دارقطنی (المتوفی ۳۸۵) کے شاگرد حمزة بن يوسف السهمی نے کہا:

سألت عن جعفر بن أحمد بن عاصم أبي محمد البزار بدمشق فقال ثقة
میں نے امام دارقطنی سے جعفر بن احمد بن عاصم ابی محمد البزار از دمشق کے بارے میں پوچھا تو امام دارقطنی رحمہ اللہ نے کہا: یہ ثقہ ہیں [سوالات حمزة للدارقطنی: ص ۱۹۱]۔

✽ امام بیہقی رحمہ اللہ (المتوفی ۸۰۷) نے بھی انہیں ثقہ کہا دیکھئے: [مجمع الزوائد: ۲۱/۵ رقم ۱۷۸۹۹]۔

✽ عبد الله بن عدي الجرجاني:

آپ بہت بڑے محدث ناقد امام اور اکمال فی ضعفاء الرجال کے مصنف ہیں آپ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔

✽ أبو سعد أحمد بن محمد الماليني:

آپ بھی بہت بڑے محدث اور بڑے ثقہ امام ہیں۔

✽ خطیب بغدادی رحمہ اللہ (المتوفی ۴۲۳) نے کہا:

كان ثقة صدوقا متقنا

آپ ثقہ و صدوق اور متقن تھے [تاریخ بغداد للحطیب: بشار ۲۴۱/۶]۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں درج ذیل حضرات سے چاردن قربانی کے اقوال مروی ہیں، تفصیل ملاحظہ ہو:

(۱) مفسر قرآن عبد اللہ بن عباس ؓ:

امام بیہقی رحمہ اللہ (المتوفی ۴۵۸) نے کہا:

أخبرنا أبو حامد أحمد بن علي الحافظ، أنبأ زاهر بن أحمد، ثنا أبو بكر بن زياد النيسابوري، ثنا محمد بن يحيى، ثنا أبو داود، عن طلحة بن عمرو الحضرمي، عن عطاء، عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: الأضحى ثلاثة أيام بعد يوم النحر عبد الله بن عباس رضي الله عنه نے کہا کہ قربانی یوم النحر (۱۰ ذی الحجہ) کے بعد تین دن (۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ کے دن) ہیں۔ (یعنی یوم النحر عید کے دن کو لیکر کل چاردن قربانی کے ہیں) (السنن الکبریٰ للبیہقی: ۴۹۹/۹)۔

اس کی سند ضعیف ہے لیکن اسی مفہوم کی بات ابن عباس رضی اللہ عنہ سے متعدد سندوں سے منقول ہے جس سے اس روایت کی تائید ہوتی ہے، چنانچہ:

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (المتوفی ۸۵۲) نے کہا:

وقد روى بن أبي شيبه من وجه آخر عن ابن عباس أن المعلومات يوم النحر و ثلاثة أيام بعده ورجح الطحاوي هذا لقوله تعالى وذكروا اسم الله في أيام معلومات على ما رزقهم من بهيمة الأنعام فإنه مشعر بأن المراد أيام النحر انتهى

امام ابن شیبہ نے ایک دوسری سند سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ (اللہ تعالیٰ نے جن معلوم دنوں میں قربانی کا حکم دیا ہے) ان معلوم دنوں سے مراد یوم النحر (۱۰ ذی الحجہ) کے بعد تین دن (۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ کے دن) ہیں۔ اور اسے امام طحاوی نے اس لئے راجع قرار دیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ”اور جو چوپائے اللہ تعالیٰ نے ان کے دیئے ہیں معلوم دنوں میں ان پر اللہ کا نام ذکر کریں“ اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ یہاں قربانی کے دن مراد ہیں اخص

الباری لابن حجر: ۴۵۸/۲]۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں ابن ابی شیبہ کی کتاب سے مذکورہ بالا روایت نقل کی ہے اور اس کی تضعیف نہیں کی ہے جس سے اس بات کی طرف اشارہ ملتا ہے کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی نظر میں یہ سند صحیح ہے کیونکہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری کے مقدمہ میں صراحت کر دی ہے کہ وہ اس کتاب میں بطور شرح جو روایات درج کریں گے اور ان پر کلام نہیں کریں گے وہ ان کے نزدیک صحیح یا حسن ہوں گی۔

امام سیوطی رحمہ اللہ (المتوفی ۹۱۱) نے کہا:

وأخرج عبد بن حميد وابن المنذر وابن أبي حاتم عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: الأيام المعلومات: يوم النحر وثلاثة أيام بعده عبد بن حميد، ابن المنذر، ابن أبي حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ (اللہ تعالیٰ نے جن معلوم دنوں میں قربانی کا حکم دیا ہے) ان معلوم دنوں سے مراد یوم النحر (۱۰ ذی الحجہ) کے بعد تین دن (۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ کے دن) ہیں۔ [الدر المنثور: ۳۷/۶]۔ لیکن ان تینوں سندوں تک ہماری رسائی نہیں ہو سکی کیونکہ عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم کی دستیاب کتب میں یہ روایات موجود ہیں۔

تاہم اس کثرت طرق کی بنیاد پر یہی ظن غالب آتا ہے کہ چاردن قربانی کی کوئی نہ کوئی اصل عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ضرور ہے۔ اسی لئے اہل علم نے بالجزم عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو چاردن قربانی کا قائل بتلایا ہے کاسیاتی۔

بعض لوگ تنویر المقتباس کو عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ہی کی تفسیر مانتے ہیں اور اس سے حجت پکڑتے ہیں (جو درست نہیں) اس میں بھی ہے کہ:

«ففي أيام معلومات» معروفة أيام التشريق «على ما رزقهم من بهيمة الأنعام» على ذبيحة الأنعام

عبد اللہ بن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ (اللہ تعالیٰ نے جن معلوم دنوں میں قربانی کا حکم دیا ہے) ان

معلوم دنوں سے مراد ایام تشریق یعنی (۱۲، ۱۳، ۱۴ ذی الحجہ کے دن) ہیں، ان دنوں میں اللہ کے عطاء کردہ جو پایوں یعنی قربانی کے جانوروں کو ذبح کرتے وقت ان پر اللہ کا نام لو۔ [تجویر المقیاس من تفسیر ابن عباس: ص: ۲۷۹]۔

(۲) خلیفہ راشد علی بن ابی طالب :

صاحب کنز العمال نے کہا:

عن علی قال: الأيام المعلومات يوم النحر وثلاثة أيام بعده (ابن المنذر)
امام ابن المنذر نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ (اللہ تعالیٰ نے جن معلوم دنوں میں قربانی کا حکم دیا ہے) ان معلوم دنوں سے مراد یوم النحر (۱۰ ذی الحجہ) اور اس کے بعد تین دن (۱۲، ۱۳، ۱۴ ذی الحجہ کے دن) ہیں۔ (ابن المنذر نے روایت کیا ہے) [کنز العمال: ۴۵۲۸]۔
نیز دیکھئے [زاد المعاد: ۲/۲۹۱]۔ مزید دیکھیں اسی کتاب کا صفحہ: ۴۳۔

(۳) صحابی رسول جابر بن مطعم :

امام نووی رحمہ اللہ (توفی ۶۷۶ھ) نے کہا:

وَأَمَّا آخِرُ وَقْتُ الضَّحِيَّةِ فَقَالَ الشَّافِعِيُّ تَجُوزُ فِي يَوْمِ النَّحْرِ وَأَيَّامِ التَّشْرِيقِ
الثَّلَاثَةِ بَعْدَهُ وَمِمَّنْ قَالَ بِهَذَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَجَابِرُ بْنُ مَطْعَمٍ وَابْنُ عَبَّاسٍ
امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جہاں تک قربانی کے آخری وقت کا مسئلہ ہے تو اس سلسلے میں امام شافعی کہتے ہیں کہ یوم الاضحیٰ اور اس کے بعد تشریق کے تینوں دنوں میں قربانی جائز ہے۔ اور یہی بات علی بن ابی طالب، جابر بن مطعم اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم نے بھی کہی ہے [شرح مسلم: ۱۱۱۱۳]۔
واضح رہے کہ جابر بن مطعم سے مروی کئی احادیث میں ہے کہ "ایام تشریق قربانی کے دن ہیں" اسی بنا پر بعید نہیں کہ جابر بن مطعم اپنی روایت کردہ احادیث کے مطابق چاروں قربانی کے قائل ہوں۔

(۴) صحابی رسول اللہ عبد اللہ بن عمر :

امام ابن کثیر رحمہ اللہ (توفی ۷۷۴ھ) نے کہا:

قال الحكم، عن مقسم، عن ابن عباس: الأيام المعلومات: يوم النحر وثلاثة أيام بعده، ويروى هذا عن ابن عمر، وإبراهيم النخعي، وإليه ذهب أحمد بن حنبل في رواية عنه.

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایام معلومات (قربانی کے معلوم دن) یوم النحر اور اس کے بعد کے تین دن ہیں اور یہی بات عبد اللہ بن عمر اور ابراہیم نخعی سے بھی مروی ہے اور ایک روایت کے مطابق یہی قوم امام احمد بن حنبل کا بھی ہے۔ [تفسیر ابن کثیر: دار طیبہ: ۴۱۶/۵]۔

فصل چہارم

چار دن قربانی پر قیاس صحیح

استاذ محترم ڈاکٹر محمد مفصل مدنی حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

"قرآن و سنت کے علاوہ قیاس بھی پورے "ایام تشریق" کے ایام قربانی ہونے پر دلالت کرتا ہے، چنانچہ علامہ ابن القیم زاد المعاد (۲/۲۹۱) میں اس امر کی عقلی توجیہ بایں الفاظ میں فرماتے ہیں:

وَلَاِنَّ الثَّلَاثَةَ تَخْتَصُّ بِكَوْنِهَا أَيَّامَ مَنَى، وَأَيَّامَ الرَّمْيِ، وَأَيَّامَ التَّشْرِيقِ، وَيَحْرُمُ صِيَامُهَا، فَهِيَ إِخْوَةٌ فِي هَذِهِ الْأَحْكَامِ فَكَيْفَ تَفْتَرِقُ فِي جَوَازِ الذَّبْحِ بِغَيْرِ نَصٍّ وَلَا إِجْمَاعٍ... وَزَوَى مِنْ وَجْهَيْنِ مُخْتَلِفَيْنِ يَشْدُو أَحَدُهُمَا الْآخِرُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: كُلُّ مَنَى مَنْحَرٌ، وَكُلُّ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ ذَبْحٌ

"یعنی بے شک ایام تشریق قربانی کے دن ہیں کیونکہ یہ مخصوص ہیں منی کے دن ہونے میں رمی کے دن ہونے میں اور ان دنوں کا روزہ حرام ہے، پس جب یہ تینوں دن ان تمام احکام میں برابر ہیں تو پھر قربانی کے حکم میں کیسے الگ ہو جائیں گے۔ (کہ کسی دن قربانی جائز ہو اور کسی دن ناجائز) جبکہ الگ ہونے پر نہ کوئی نص شرعی پایا جاتا ہے اور نہ ہی اجماع امت، بلکہ اس کے برعکس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعدد

روایات آئی ہیں جن سے پورے ایام تشریق میں قربانی کرنے کا ثبوت ملتا ہے۔ [مجلہ "التوعیہ" نئی دہلی ستمبر ۱۹۹۱ ص ۳۶]۔

فصل پنجم

چاردن قربانی کی مشروعیت پر دلالت

استاذ محترم ڈاکٹر محمد مفضل مدنی حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

"مذکورہ دلائل کے علاوہ "ایام تشریق" کی وجہ تسمیہ بھی ۱۳ ذی الحجہ کی قربانی کے جواز پر دلالت کرتی ہے۔ چنانچہ علامہ ابن حجر فتح الباری (۲۳۲/۴) میں اس سلسلے میں لکھتے ہیں:

وَسُمِّيَتْ أَيَّامُ التَّشْرِيقِ لِأَنَّ لُحُومَ الْأَضَاحِيِّ تُشْرِقُ فِيهَا أَيْ تُنَشِّرُ فِي الشَّمْسِ وَقِيلَ لِأَنَّ الْهِنْدِي لَا يُنْخَرُ حَتَّى تُشْرِقَ الشَّمْسُ

"یعنی ان تینوں دنوں کو (۱۳، ۱۲، ۱۱) ایام تشریق اس لئے کہا جاتا ہے کہ ان دنوں میں قربانی کے گوشت کو دھوپ میں سوکنے کے لئے پھیلا یا جاتا ہے۔ نیز اس سلسلے میں یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ چونکہ قربانی کے جانور سورج چمکنے سے پہلے ذبح نہیں کئے جاتے" [مجلہ "التوعیہ" نئی دہلی ستمبر ۱۹۹۱ ص ۳۶]۔

مولانا انعام اللہ صاحب قاسمی لکھتے ہیں:

"اس قول۔ یعنی وجہ تسمیہ۔ کے بموجب ایام تشریق کا اطلاق جتنے دنوں پر بھی ہوگا اس کا تعلق ذبیحہ اور قربانی سے ہوگا۔ کیونکہ کوئی ایسا دن جس میں قربانی جائز نہ ہو تشریق کا دن نہیں کہا جاسکتا لہذا جب یوم النحر کے بعد تین دنوں کو باجماع امت تشریق کہا گیا تو قربانی بھی یوم النحر کے بعد تین دنوں تک جائز ہوگی [ایام قربانی: ص ۲۲]۔

باب دوم

چاردن قربانی سے متعلق اقوال تابعین وانامہ ومحدثین

فصل اول

چاردن قربانی سے متعلق اقوال تابعین وتبع تابعین

تابعین میں سے درج ذیل جلیل القدر تابعین چاردن قربانی کے قائل تھے۔

امام اہل مکہ عطاء بن رباح رحمہ اللہ

امام لحاوی رحمہ اللہ (المتوفی ۳۲۱) نے کہا:

وَكُنَّا قَدْ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُزَيْمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا حِجَّاجٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ مَطْرِ الْوَرَّاقِ، أَنَّ الْحَسَنَ، وَعَطَاءَ، قَالَا: إِلَى آخِرِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ

امام حسن اور امام عطاء رحمہ اللہ نے کہا کہ: قربانی ایام تشریق کے آخری دن تک یعنی عید سے لیکر چاردن تک ہے [احکام القرآن للطحاوی: ۲۰۶/۲ و آخرجہ ایضاً البیہقی فی السنن الکبریٰ ۴۹۹/۶ من طریق حماد بہ واسنادہ صحیح]۔

امام اہل بصرہ حسن بصری رحمہ اللہ

امام ابو عبد اللہ الحاکمی (المتوفی ۳۳۰) نے کہا:

حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ، حَدَّثَنَا هَشِيمٌ، حَدَّثَنَا يُونُسُ، عَنِ الْحَسَنِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: يَبْضَحُ أَيَّامَ التَّشْرِيقِ كُلِّهَا

حسن بصری رحمہ اللہ کہتے تھے تشریق کے تمام دنوں میں یعنی عید الاضحیٰ سمیت چاروں دنوں (۱۳، ۱۲، ۱۱، ۱۰) میں قربانی کی جائے [امالی المسحاملی روایۃ ابن یحییٰ البیع ص ۸۹ و آخرجہ ایضاً البیہقی فی السنن

الکبری ۴۹۹/۹ من طریق حماد بن عمار و اسنادہ صحیح]۔

✽ امیر المؤمنین عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ

امام تہجدی رحمہ اللہ (المتوفی ۲۵۸):

أخبرنا أبو حامد أحمد بن علي الحافظ، أنبأ زاهر بن أحمد، ثنا أبو بكر بن زياد النيسابوري، حدثنا محمد بن إسحاق، ثنا هيثم بن خارجة، ثنا إسماعيل بن عياش، عن عمرو بن مهاجر، أن عمر بن عبد العزيز قال: الأضحى يوم النحر وثلاثة أيام بعده خليفه عمر بن عبد العزيز نے کہا کہ قربانی عید کے دن اور اس کے بعد تین دن ہے یعنی کل چار دن قربانی ہے [السنن الکبری للبیہقی: ۴۹۹/۹ و اسنادہ صحیح]۔

اس کے علاوہ درج ذیل تابعین سے بھی اہل علم نے چار دن قربانی کا قول نقل کیا ہے:

☆ امام زہری رحمہ اللہ۔

☆ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ

☆ امام کھول رحمہ اللہ

☆ امام اوزاعی رحمہ اللہ

☆ امام سلیمان بن موسیٰ رحمہ اللہ

دیکھئے: التہجد لابن عبد البر ۱۹۶/۲۳، شرح النووی علی مسلم ۱۱۱/۱۳، زاد المعاد لابن قیم ۲۹۱/۲، المحلی لابن حزم ۳۷۸/۷، تفسیر ابن کثیر دار طبعہ: ۳۱۶/۵۔

ایک اہم نکتہ:

تابعین میں ہمیں کوئی ایک بھی ایسی علمی شخصیت نہیں ملی جس سے تین قربانی کا قول باسند صحیح ثابت ہو اس کے برخلاف متعدد تابعین سے باسند صحیح چار دن قربانی کا قول منقول ہے، اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے صحابہ بھی چار دن قربانی ہی کے قائل تھے اور ان میں بعض کی طرف جو یہ منسوب ہے کہ وہ تین دن قربانی کے قائل تھے یا تو یہ نسبت یہ غلط ہے یا بھی انہوں نے تین دن والے قول سے رجوع فرما کر حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق چار دن قربانی ولا موقف اپنا لیا تھا۔

✽ فصل دوم

چاردن قربانی اور انصہ اربعہ

✽ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ:

بعض نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرف تین دن قربانی کا قول منسوب کیا ہے۔ مگر واقعہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک قربانی کتنے دن تھی اس سلسلے میں امام ابو حنیفہ سے صحیح سند سے کوئی قول ہمیں نہیں ملا۔

✽ امام شافعی رحمہ اللہ:

امام شافعی رحمہ اللہ (المتوفی ۲۰۴) نے اپنی کتاب میں فرمایا:

فَإِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ مِنْ آخِرِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ، ثُمَّ ضَحَّى أَحَدٌ، فَلَا ضَعِيفَةَ لَهُ

جب تشریق کے آخری دن یعنی ۱۳ ذی الحجہ کو سورج غروب ہونے کے بعد کوئی قربانی کرے تو اس کی قربانی نہیں ہوگی [الام للشافعی: ۲۴۴/۲]۔

یعنی ۱۳ ذی الحجہ کو سورج غروب ہونے سے قبل کوئی قربانی کرے تو امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک وہ قربانی جائز ہوگی۔ معلوم ہوا کہ امام شافعی کے نزدیک قربانی کے چار دن ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ ہیں۔

✽ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ:

آپ کی طرف تین دن اور چار دن دونوں طرح کے اقوال منسوب ہیں۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ (المتوفی ۷۷۴) نے کہا:

عن ابن عباس: الأيام المعلومات: يوم النحر وثلاثة أيام بعده، ويروى هذا عن ابن عمر، وإبراهيم النخعي، وإليه ذهب أحمد بن حنبل في رواية عنه.

عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ (اللہ تعالیٰ نے جن معلوم دنوں میں قربانی کا حکم دیا ہے) ان معلوم دنوں سے مراد یوم النحر (۱۰ ذی الحجہ) اور اس کے بعد تین دن (۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ کے دن) ہیں۔ یہی بات عبداللہ بن عمر، ابراہیم نخعی سے بھی مروی ہے اور ایک روایت کے مطابق امام احمد رحمہ اللہ کا بھی یہی

مذہب ہے [تفسیر ابن کثیر ۱: دار طینة: ۴۱۶/۵] لیسر ذیکھیس: الإنصاف فی معرفة الراجح من الخلاف للمرداوی: ۸۷/۴۔

✽ امام مالک رحمہ اللہ:

آپ نے تین دن قربانی والا موقف اپنایا ہے لیکن اس سلسلے میں آپ نے کوئی حدیث پیش نہیں کی ہے غالباً موطا میں آپ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کے قول کی بنیاد پر یہ موقف اپنایا ہے۔ لیکن خود ابن عمر رضی اللہ عنہ کی طرف چاردن قربانی والی قول بھی منسوب ہے جیسا کہ ماقبل میں ابن کثیر رحمہ اللہ کے حوالہ سے گزر چکا۔

✽ فصل سوم

چاردن قربانی سے متعلق اقوال محدثین و محققین

✽ امام ابن المیز رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۹):

آپ نے کہا:

ووقت الأضحی يوم النحر، وثلاثة أيام بعده أيام التشريق

قربانی کا وقت عید کا دن اور اس کے بعد تشریق کے تین دن ہیں [الإقناع لابن المنذر: ۳۷۶]۔

✽ امام بیہقی رحمہ اللہ (متوفی ۳۵۸):

آپ نے کہا:

وحديث سليمان بن موسى أولاهما أن يقال به والله أعلم

سليمان بن موسى (چاردن قربانی والی حدیث) زیادہ مناسب ہے کہ اس کے مطابق موقف

اپنایا جائے [السنن الكبرى للبيهقي: ۵۰۱/۹]۔

✽ امام ابوالحسن الواحدي رحمہ اللہ (متوفی ۳۶۸):

آپ نے کہا:

وأول وقت الذبيح إذا مضى صدر يوم النحر إلى أن تغرب الشمس من آخر أيام

التشريق.

قربانی کا وقت عید کے دن سے لیکر تشریق کے آخری دن تک ہے [التفسير الوسيط للواحدی: ۲۶۸/۳]۔

✽ امام نووی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۶):

آپ نے کہا:

ويخرج وقت التضحية بغروب الشمس في اليوم الثالث من أيام التشريق.

قربانی کا وقت تشریق کے آخری دن سورج غروب ہوتے ہی ختم ہوگا [روضة الطالبين للسووي: ۴۶۸/۲]۔

✽ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۸):

آپ نے کہا:

وآخر وقت ذبيح الأضحية آخر أيام التشريق

قربانی کا آخری وقت تشریق کا آخری دن ہے [الفتاوى الكبرى لابن تيمية: ۳۸۴/۵]۔

✽ امام ابن قیم رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۱):

آپ نے کہا:

وقد قال علي بن أبي طالب رضي الله عنه: أيام النحر يوم الأضحى، وثلاثة أيام

بعده وهو مذهب إمام أهل البصرة الحسن، وإمام أهل مكة عطاء بن أبي رباح، وإمام

أهل الشام الأوزاعي، وإمام فقهاء أهل الحديث الشافعي رحمه الله واختاره ابن

المنذر؛ ولأن الثلاثة تختص بكونها أيام منى، وأيام الرمي وأيام التشريق، ويحرم

صيامها، فهي إخوة في هذه الأحكام فكيف تفرق في جواز الذبح بغير نص ولا

إجماع. ورؤى من وجهين مختلفين يشد أحدهما الآخر عن النبي صلى الله عليه

وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: (كُلُّ مَنَى مَنَحَرٍّ، وَكُلُّ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ ذَبِيحٌ)

اور علی رضی اللہ عنہ نے کہا: قربانی کے دن عید کا دن اور اس کے بعد تین دن ہیں اور یہی اہل بصرہ کے امام حسن بصری کا موقف ہے اور یہی اہل مکہ کے امام عطاء بن ابی رباح کا موقف ہے اور یہی اہل شام کے امام اوزاعی کا موقف ہے اور یہی فقہائے اہل الحدیث کے امام شافعی کا موقف ہے اور اسے ہی امام ابن المنذر نے اختیار کیا ہے اور پورے ایام تشریق یہ مخصوص ہیں منی کے دن ہونے میں رمی کے دن ہونے میں اور ان دنوں کا روزہ حرام ہے، پس جب یہ تینوں دن ان تمام احکام میں برابر ہیں تو پھر قربانی کے حکم میں کیسے الگ ہو جائیں گے۔ (کہ کسی دن قربانی جائز ہو اور کسی دن ناجائز) جبکہ الگ ہونے پر نہ کوئی نص شرعی پایا جاتا ہے اور نہ ہی اجماع امت، بلکہ اس کے برعکس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعدد روایات آئی ہیں جن سے پورے ایام تشریق میں قربانی کرنے کا ثبوت ملتا ہے (زاد المعاد: ۲۹۶/۲)۔

✽ امام ابن کثیر رحمہ اللہ (المتوفی ۷۷۳ھ):

آپ نے کہا:

وَأَنَّ الرَّاجِحَ فِي ذَلِكَ مَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ، رَحِمَهُ اللَّهُ، وَهُوَ أَنَّ وَقْتَ الْأَضْحِيَّةِ مِنْ يَوْمِ النَّحْرِ إِلَى آخِرِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ

اور اس سلسلے میں رائج امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب ہے اور وہ یہ کہ قربانی کا وقت عید کے دن سے لیکر تشریق کے آخری دن تک ہے (تفسیر ابن کثیر: ۱/۵۶۶)۔

✽ امام شوکانی رحمہ اللہ (المتوفی ۱۲۵۰ھ):

آپ نے کہا:

أَرْجَحُهَا الْمَذْهَبُ الْأَوَّلُ لِلْأَحَادِيثِ الْمَذْكُورَةِ فِي الْبَابِ وَهِيَ يَقْوَى بَعْضُهَا بَعْضًا چاردن قربانی والا موقف رائج ہے کیونکہ اس سلسلے میں وارد احادیث ایک دوسرے سے مل کر قوی ہو جاتی ہیں (انبل الأوطار: ۱۴۹/۵)۔

✽ باب سوم

صرف تین دن قربانی کے موقف کی حقیقت

✽ فصل اول

صرف تین دن قربانی کے موقف پر سرے سے کوئی دلیل ہی نہیں

✽ الف: صرف تین دن قربانی پر قرآن مجید سے کوئی ثبوت نہیں:

پچھلے صفحات میں یہ تفصیل گزر چکی ہے کہ چاردن قربانی کی مشروعیت پر قرآن مجید میں دو آیتیں موجود ہیں، مگر صرف تین دن قربانی کی مشروعیت پر قرآن مجید میں ایک حرف بھی موجود نہیں، یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کے معترف خود احناف حضرات بھی ہیں چنانچہ کسی بھی خفی عالم نے صرف تین دن قربانی کی مشروعیت پر کسی بھی قرآنی آیت سے استدلال نہیں کیا ہے۔

✽ ب: صرف تین دن قربانی پر کوئی حدیث رسول نہیں نہ صحیح نہ ضعیف نہ موضوع:

قارئین نے ابھی پڑھا کہ احناف کے موقف پر قرآن مجید سے کئی ثبوت نہیں اور آپ کو یہ جان کر یقیناً حیرت ہوگی کہ صرف تین دن قربانی کے مسئلہ پر احناف کے پاس کوئی حدیث رسول بھی نہیں، نہ صحیح نہ ضعیف بلکہ لطف تو یہ ہے کہ اس مسئلہ پر ہمارے علم کی حد تک کوئی موضوع اور من گھڑت حدیث بھی نہیں۔ غور کرنے کی بات ہے کہ جس مسئلہ کے متعلق قرآن و حدیث میں ایک حرف بھی موجود نہ ہو اسی کو حق سمجھنا پھر اس پر اصرار کرنا کس قدر ضلالت و گمراہی کی بات ہے۔

ج: غیر متعلق حدیث سے بعض الناس کا بھوٹا استدلال:

کچھ لوگوں نے جب یہ دیکھا کہ ان کے موقف پر قرآن و حدیث میں کوئی دلیل نہیں تو وہ بولکھا ہٹ میں غیر متعلق حدیث سے استدلال کرنے لگ گئے، چنانچہ غالی خفی ابو بکر غازی پوری کہتے ہیں:

حدیث نبوی میں تین دنوں سے زیادہ قربانی کے گوشت ذخیرہ کر کے کھانے پینے کی ممانعت کی گئی ہے لہذا تین دن سے زیادہ قربانی کرنی بھی ممنوع ہوئی [دومانی زمزم بحوالہ قصہ ایام قربانی کا ص ۶۱ از علامہ محمد رئیس ندوی]۔

عرض ہے کہ:

اولا:

عجب بے جوڑ بات ہے کہاں تین دن سے زیادہ گوشت جمع کرنے کی ممانعت اور کہاں چار دن قربانی کرنے کی مشروعیت، بھلا ان دونوں میں کیا مناسبت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانے اور رکھنے کی ممانعت کی ہے نہ کی تین دن سے زائد قربانی سے روکا ہے۔ پھر یہ دو مختلف باتیں ایک دوسرے سے کیا واسطہ رکھتی ہیں۔

ثانیا:

احناف یہ مانتے ہیں کہ قربانی کے دوسرے اور تیسرے دن بھی یعنی ۱۱/۱۲ ذی الحجہ اور ۱۳ ذی الحجہ کو بھی قربانی کر سکتے ہیں۔ ایسی صورت میں پیش کردہ حدیث کے مطابق دو دن مزید قربانی کا گوشت رکھ اور کھا سکتے ہیں۔ یعنی ۱۱ ذی الحجہ کو قربانی کریں تو اگلے دو دن بھی یعنی ۱۲/۱۳ ذی الحجہ تک گوشت رکھ اور کھا سکتے ہیں۔

غور کیجئے ان صورتوں میں عید الاضحیٰ کے بعد پانچویں اور چھٹے دن بھی قربانی کا گوشت رکھ اور کھا سکتے ہیں لہذا جب یہ بات ہے تو اگر کوئی پانچ یا چھ دن قربانی کا قائل ہو تو مذکورہ حدیث اس کے بھی مخالف نہ ہوگی چہ جائے کہ چار دن قربانی کے قائلین کے مخالف ہو، فقہ بر۔

ثالث:

کوئی شخص قربانی کے لئے پہلے دن یعنی (۱۰ ذی الحجہ) کے بالکل آخری وقت میں قربانی کا جانور ذبح کرے جبکہ یہ دن ختم ہونے والا ہو، تو اس کے بعد تین دن قربانی کے گوشت رکھنے اور کھانے کا مطلب

یہ ہے کہ ۱۳ ذی الحجہ تک قربانی کا گوشت رکھ اور کھا سکتے ہیں۔ لہذا احناف کے مذکورہ اصول کی روشنی میں خود پیش کردہ حدیث ہی سے ثابت ہوتی ہے کہ قربانی کے چار دن ہیں۔

رابعا:

پیش کردہ حدیث کا حکم صرف ایک سال کے لئے تھا، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے یہ حکم منسوخ ہو گیا اور صحابہ کرام قربانی کے گوشت تین دن سے زیادہ دنوں تک رکھنے اور کھانے لگے۔ حتیٰ کہ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے قربانی کا گوشت ذخیرہ کیا جاتا تھا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے ماہ ذی الحجہ کے بعد تک کھایا کرتے تھے۔ جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے۔ [بخاری رقم ۲۵۵۷]۔

بعض روایات کے مطابق صحابہ کرام حج کے موقع پر ہونے والی قربانی کے گوشت نمکین پانی میں پکا کر خشک کر کے ذخیرہ کر لیتے تھے اور اسے سال بھر کھایا کرتے تھے [مسند احمد، ج ۱، ص ۱۸۵، و اسنادہ حسن]۔

اگر اب احناف کے مذکورہ اصول کو بروئے کار لایا جائے تو لازم آئے گا کہ ماہ محرم تک قربانی مشروع ہے بلکہ سال بھر کے ہر دن قربانی کرنا مشروع ہے۔

فصل ثانی

صحابہ کی طرف غلط نسبت

انس بن مالک رضی اللہ عنہ:

امام طحاوی رحمہ اللہ (التوفی ۳۲۱) نے کہا:

وما قد حدثنا (۹۰) شعبۃ، عن قتادة، عن أنس، قال: الأضحی یومان بعده

صحابی رسول أنس رضی اللہ عنہ نے کہا: قربانی عید کے بعد دو دن ہیں (احکام القرآن للطحاوی، ۲)

۲۰۶ رقم ۱۰۷۶]۔

حافظ زبیر علی زئی نے اس اثر کو صحیح قرار دیا دیکھئے [فتاویٰ علمیہ، ج ۲، ص ۱۸۰]۔

عرض ہے کہ اس اثر کو صحیح قرار دینا باطل و یکسر مردود ہے، تفصیل ملاحظہ ہو:

یہاں امام طحاوی براہ راست امام شعبہ سے روایت کر رہے ہیں جبکہ امام طحاوی کی پیدائش ۲۳۸ھ ہے اور ان کی پیدائش سے ۷۸ سال پہلے ۱۶۰ھ ہی میں امام شعبہ رحمہ اللہ فوت ہو چکے ہیں پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ امام طحاوی رحمہ اللہ اپنی پیدائش سے ۷۸ سال پہلے فوت ہونے والے امام شعبہ سے براہ راست روایت کریں۔

نیز امام طحاوی کی اسی کتاب میں شعبہ کے طریق سے جو دیگر روایات ہیں وہاں امام شعبہ اور طحاوی کے بیچ دوراوی کا واسطہ ہے مثلاً پیش کردہ انس رضی اللہ عنہ کے اثر کے فوراً بعد ہی ایک روایت یوں ہے:

كما قد حدثنا إبراهيم بن مرزوق، قال: حدثنا أبو الوليد الطيالسي، قال: حدثنا شعبه، عن قتادة، عن الحسن، قال: النحر ثلاثة أيام بعد يوم النحر

یعنی حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا کہ قربانی عید الاضحیٰ کے بعد تین دن اور ہے (یعنی کل چاردن قربانی ہے) [احکام القرآن للطحاوی: ۲۰۶/۲، رقم ۱۵۷۷۷ و اسنادہ صحیح]۔

یہ روایت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کے فوراً بعد ہی ہے اور اس کی سند میں بھی شعبہ موجود ہیں لیکن شعبہ اور امام طحاوی کے بیچ دوراوی "ابراہیم" اور "ابو الولید" کا واسطہ ہے۔ یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ انس رضی اللہ عنہ والے اثر میں امام طحاوی اور شعبہ کے بیچ دوراویوں کا واسطہ ہے۔

اب یہ دوراوی کون ہیں اس بات کا کوئی اتا پتا نہیں ہے اس لئے یہ سند سخت ضعیف ہے اسے صحیح قرار دینا باطل و مردود ہے

چونکہ امام طحاوی ثقہ ہیں اس لئے دو باتیں ہو سکتی ہیں ایک یہ کہ امام طحاوی پوری سند بیان کرتا بھول گئے ہیں یا پھر دوسری یہ کہ نسخہ میں ابتدائے سند سے دوراوی ساقط ہو گئے ہوں۔ بہر صورت معاملہ کچھ بھی ہو یہ سند اھوری ہے اس لئے اسے صحیح قرار دینا یکسر باطل و مردود ہے۔

حافظ ذہبی علی زنی پر سخت حیرت ہے کہ موصوف نے طحاوی کی اس سند کو بغیر کسی وضاحت کے کیسے صحیح قرار دے دیا۔

واضح رہے کہ شعبہ ہی کے طریق سے ابو القاسم بن بشران نے بھی نقل کیا ہے، چنانچہ:

أبو القاسم بن بشران (التوفى ۳۳۰) نے کہا:

أخبرنا أبو أحمد حمزة بن محمد بن العباس بن الحارث، نا محمد بن عيسى بن حيان المدائني، نا مسلم بن إبراهيم، نا هشام وشعبة، قالا: نا قتادة، عن أنس، قال: "الدَّابُّحُ بَعْدَ النَّحْرِ يَوْمَيْنِ" [المشكاة البعدانية لأبي طاهر السلفي، مخطوط رقم أحمد الحصري: ۱۲۶/۱ نسخة الشاملة]۔

لیکن یہ روایت سخت ضعیف ہے اس کی سند میں ایک راوی "محمد بن عیسیٰ بن حیان المدائنی" ہے اس پر محدثین نے سخت جرح کی ہے چنانچہ:

✽ امام دارقطنی رحمہ اللہ (التوفی ۳۸۵) نے کہا:

متروك الحديث

یہ متروک الحدیث ہے [سؤالات الحاکم للدارقطنی: ص ۱۳۵]۔

✽ امام حاکم رحمہ اللہ (التوفی ۴۰۵) نے کہا:

واهي الحديث مرة

یہ بہت ہی کمزور حدیث والا ہے [سؤالات المحرر للحاکم: ص ۲۱۵]۔

✽ امام ہیثم اللہ الکافی (التوفی ۴۱۸) نے کہا:

ضعيف

یہ ضعیف ہے [تاریخ بغداد، مطبعة السعادة: ۳۹۹/۲ و اسنادہ صحیح]۔

لہذا یہ سند بھی مردود ہے۔

امام ابن حزم نے بھی شعبہ کے طریق سے یہ روایت نقل کی ہے چنانچہ کہا:

وَمِنْ طَرِيقٍ وَكَيْفٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: الْأَضْحَى يَوْمُ النَّحْرِ وَيَوْمَانِ بَعْدَهُ.

انس نے کہا کہ: قربانی عید کے دن اور اس کے بعد دو دن ہیں [المجلد لابن حزم: ۴۰۱/۶]۔

لیکن اس کی سند بھی اھوری ہے کیونکہ امام ابن حزم نے امام اوزاعی تک اپنی سند پیش نہیں کیا ہے لہذا یہ سند بھی مردود و غیر معتبر ہے۔

الغرض یہ کہ شعبہ کے طریق سے اس اثر کی کوئی بھی صحیح سند موجود نہیں ہے۔

البتہ امام بیہقی رحمہ اللہ نے سعید کے طریق سے اسی اثر کو یوں نقل کیا:

أخبرنا أبو نصر بن قتادة، أنبا أبو عمرو بن نجيد، أنبا أبو مسلم، ثنا عبد الرحمن بن حماد، ثنا سعيد بن أبي عروبة، عن قتادة، عن أنس قال: الذبيح بعد النحر يومان أنس رضي الله عنه نے کہا کہ: قربانی عید کے بعد دو دن ہے [السنن الکبری للبیہقی: ۱۰۹، ۱۰۸]۔ لیکن اس سند سے بھی یہ روایت مردود ہے کیونکہ اس میں قتادہ کا معنی ہے اور قتادہ یہ تیسرے طبقہ کے مدلس ہیں دیکھئے: [طبقات المدلسین علی زئی: ص ۵۸]۔

یاد رہے کہ طحاوی وغیرہ کی سندوں میں بھی قتادہ کا معنی ہے لیکن وہاں اسے روایت کرنے والے شعبہ ہیں اور شعبہ جب قتادہ سے روایت کریں تو قتادہ کا معنی مقبول ہوتا ہے لیکن چونکہ وہاں شعبہ سے نیچے سند ثابت ہی نہیں اس لئے قتادہ سے پہلے شعبہ کے مذکور ہونے کا کوئی فائدہ بھی نہیں۔

اور بیہقی کی روایت میں شعبہ نہیں سعید بن ابی عروہ ہیں اس لئے یہاں قتادہ کا معنی مسخر ہے۔

نیز خود سعید نے بھی عن سے روایت کیا ہے اور یہ بھی مدلس ہیں [طبقات المدلسین علی زئی: ص ۳۹]۔ خلاصہ کلام یہ کہ تین دن قربانی سے متعلق انس رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب اثر کی کوئی ایک سند بھی صحیح و ثابت نہیں ہے۔

✽ علی رضی اللہ عنہ:

امام طحاوی رحمہ اللہ (المتوفی ۳۲۱) نے کہا:

قد حدثنا أحمد بن أبي عمران، قال: حدثنا عبيد الله بن محمد التيمي، قال: حدثنا حماد بن سلمة بن كهيل، عن حجة، عن علي، قال: النحر ثلاثة أيام. علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قربانی تین دن ہے [احکام القرآن للطحاوی: ۵۱۲، ۲۰]۔ حافظ ذہبی علی زئی نے اس اثر کو حسن کہا ہے، دیکھئے [فتاویٰ علیہ: ج ۳ ص ۱۸۰]۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ اثر ضعیف و مردود ہے اس کی سند میں کئی علتیں اور الٹ پلٹ باتیں ہیں لیکن اس کے مردود ہونے کے لئے بس یہی ایک بات کافی ہے کہ امام طحاوی کے استاد "أحمد بن أبي عمران" کی

توثیق کسی بھی امام سے مستحجج ثابت نہیں ہے۔

ہمارے ناقص علم کے مطابق صرف ابن یونس مصری سے ان کی توثیق منقول ہے، چنانچہ:

خطیب بغدادی رحمہ اللہ (المتوفی ۳۶۳) نے کہا:

حدثنا الصوري أخبرنا محمد بن عبد الرحمن الأزدي حدثنا عبد الواحد بن محمد بن مسرور حدثنا أبو سعيد بن يونس قال أحمد بن أبي عمران الفقيه يكنى أبا جعفر واسم أبي عمران موسى بن عيسى من أهل بغداد وكان مكيئا في العلم حسن الدراية بالوان من العلم كثيرة وكان ضير البصر وحدث بحديث كثيرة من حفظه وكان ثقة [تاريخ بغداد، مطبعة السعادة: ۱۴۱/۵ و اسنادہ ضعیف]۔

لیکن یہ نقل باسند صحیح ثابت نہیں اس کی سند میں "عبد الواحد بن محمد بن مسرور" ہیں مجھے ان کی توثیق کہیں نہیں ملی۔

اسی طرح اس سند کے دوسرے راوی "محمد بن عبد الرحمن الأزدي" کی توثیق بھی مجھے کہیں نہیں ملی سکی، لہذا ہمارے نزدیک یہ سند ضعیف ہے پھر اس ضعیف سند سے وارد ہونے والی امام طحاوی کے استاذ کی توثیق بھی مردود ہے۔

نتیجہ یہ نکلا کہ امام طحاوی کے استاذ کی توثیق نامعلوم ہے لہذا علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب یہ روایت مردود ہے۔

اس سند میں اور بھی خرابیاں ہیں لیکن طوالت کے خوف سے ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔

واضح رہے کہ امام ابن حزم نے بھی علی رضی اللہ عنہ سے اسی مفہوم کی ایک روایت نقل کرتے ہوئے کہا: زَوْسًا مِنْ طَرِيقِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ السَّمْعَاءِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ زُرَّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: النَّحْرُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ أَفْضَلُهَا أَوَّلُهَا۔

قربانی کے تین دن ہیں ان میں سب سے افضل پہلا دن ہے [المحلی بالآثار لابن حزم: ۱۰۱۶]۔

عرض ہے کہ اس سند میں "محمد بن عبد الرحمن بن أبي ليلى الأنصاري" ان کے ضعیف ہونے پر محمد بن

کے بارے میں کہا:

قولہ: روى عن عمر وعلى وابن عباس أنهم قالوا: أيام النحر ثلاثة أفضلها أولها قلت: غريب جدا

مولف نے کہا کہ عمر و علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ قربانی کے تین دن ہیں اور ان میں افضل پہلا دن ہے۔ میں (امام ربیع) کہتا ہوں کہ یہ بہت ہی عجیب و غریب ہے [نصب الرایۃ: ۱/۲۷۸]۔

علامہ محمد رئیس ندوی رحمہ اللہ نے بھی ”منہال“ کے سبب اس روایت کو ضعیف کہا ہے (قصہ ایام قربانی کا ص ۳۶)۔ منہال بن عمرو کی اسی روایت کو ابن حزم نے بھی نقل کرتے ہوئے کہا:

وَمِنْ طَرِيقٍ وَكَيْفٍ عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ الْمُنْهَالِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ النَّحْرُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ. [المحلی بالآثار لابن حزم: ۴۰/۶]۔

لیکن اس میں منہال بن عمرو سے روایت کرنے والا ابن ابی لیلیٰ ہے جس کے بارے میں گذشتہ طور میں بتایا جا چکا ہے کہ یہ بالاتفاق ضعیف ہے۔ مزید یہ کہ ابن حزم رحمہ اللہ نے ادھوری سند ذکر کی ہے۔

نیز امام ابن حزم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب اسی بات کو ایک اور طریق سے ذکر کرتے ہوئے کہا: وَمِنْ طَرِيقٍ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ هُشَيْمٍ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ حَزْبِ بْنِ نَاجِيَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَيَّامُ النَّحْرِ ثَلَاثَةٌ. [المحلی بالآثار لابن حزم: ۴۰/۶]۔

عرض ہے کہ اس کی سند میں کئی خرابیاں ہیں۔

”حزب بن ناجیہ“ کی توثیق کسی نے بھی نہیں کی ہے۔ ”ابو حمزہ عمران بن ابی عطاء“ کو جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔ ”ہشیم بن بشیر الواسطی“ نے عن سے روایت کیا ہے اور یہ تیسرے طبقہ کے ہیں [معارف المسلسلات علی زلی: ص ۶۶]۔

علامہ بریلو ابن حزم نے مکمل سند ذکر ہی نہیں کی ہے لہذا یہ روایت سخت ضعیف ہے۔

❦ **عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ :**

صحابہ میں صرف اور صرف انہیں سے تین دن قربانی کا قول ثابت ہے چنانچہ موطا امام مالک میں بسند

صحیح ان سے تین دن قربانی والا قول مروی ہے لیکن گذشتہ سطور میں گذر چکا ہے کہ انہیں کی طرف چاردن قربانی کا قول بھی منسوب ہے ممکن ہے آپ نے بعد میں رجوع فرماتے ہوئے حدیث کے موافق اپنا موقف بدل لیا ہے، اور پہلے نصوص سے لاعلم ہونے کے سبب تین دن قربانی کی بات کہی ہو، واللہ اعلم۔

❦ فصل ثالث

اجماع کا جھوٹا دعویٰ اور جمہور کی طرف غلط انتساب

بعض الناس کا یہ معمول بن چکا ہے کہ عوام کو مرعوب کرنے کے لئے آئے دن اپنے ہر مسئلہ پر اجماع کا دعویٰ کرتے پھرتے ہیں، انہوں نے حسب عادت اس مسئلہ پر بھی اجماع کا دعویٰ ٹھونک دیا۔

دراصل ان کے پاس مسئلہ زیر بحث میں دلیل کے نام پر نہ قرآن ہے نہ حدیث اس لئے اجماع ہی کے سہارے رعب ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں حالانکہ نص شرعی کے بغیر کسی بھی دینی مسئلہ پر اجماع ناممکن ہے، علامہ البانی رحمہ اللہ نے آداف زفاف میں بڑی تفصیل سے یہ مسئلہ واضح کیا ہے۔

اور حیرت کی بات ہے کہ اس مسئلہ میں دعوائے اجماع کا قول ایک ایسے امام کی طرف منسوب کیا جا رہا ہے جس نے کسی بھی مسئلہ پر سرے سے مدعی اجماع ہی کو کذاب قرار دیا ہے۔ چنانچہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ امام احمد رحمہ اللہ نے تین دن قربانی پر اجماع نقل کیا ہے [مزمع شامی مازی پوری کی تحریر]۔

عرض ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ کی طرف منسوب یہ بات قطعاً مکذوب ہے اس کے باطل و مردود ہونے کے لئے بس یہی بات کافی ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ نے کسی بھی مسئلہ پر اجماع کا دعویٰ کرنے والے ہی کو کذاب قرار دیا ہے، چنانچہ امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”من ادعی الإجماع فهو كاذب وما يذريه؟ لعل الناس احتفلوا“

جس نے اجماع کا دعویٰ کیا وہ بہت بڑا جھوٹا شخص ہے اسے کیا پتا کہ لوگوں نے اس میں اختلاف کیا

ہو؟ [مسائل احمد بروایت ابنہ عبد اللہ: ص ۳۹۰]۔

بعض الناس کے سامنے جب یہ حقیقت واضح کی جاتی ہے کہ تین دن قربانی پر اجماع کا کوئی ثبوت نہیں تو یہ پلٹ کر یہ کہنا شروع کر دیتے ہیں کہ یہ جمہور کا موقف ہے حالانکہ یہ بات سراسر جھوٹ اور افتراء ہے۔ اور حقیقت یہ کہ جمہور چاردن قربانی کے قائل ہیں متعدد اہل علم نے چاردن قربانی کے موقف کو جمہور کا

موقف قرار دیا ہے چنانچہ: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا

وَحُجَّةُ الْجُمْهُورِ حَدِيثُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَفَعَهُ فِجَاجٌ مِّنْ مَنْحَرٍ وَفِي كُلِّ أَيَّامٍ
التَّشْرِيقِ ذَبْحٌ أَخْرَجَهُ أَحْمَدُ لَكِنْ فِي سَنَدِهِ انْقِطَاعٌ وَوَصْلَةُ الدَّارِ قُطْنِيٍّ وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ
جمہور کی دلیل (چار دن قربانی کے قائلین کی دلیل) جبیر بن مطعم کی حدیث ہے کہ منیٰ کا ہر راست
قربان گاہ ہے اور تشریق کے تمام دن ذبح کے دن ہیں اسے امام احمد نے روایت کیا لیکن اس کی سند منقطع
ہے اور امام دارقطنی سے اسے موصول روایت کیا ہے اور اس کے رجال ثقہ ہیں [فتح الباری لابن حجر: ۸/۱۰۰]۔
امام ماوردی نے کہا:

أَمَّا أَيَّامُ نَحْرِ الضَّحَايَا وَالْهَدَايَا فَمُخْتَلَفٌ فِيهَا عَلَى ثَلَاثَةِ مَذَاهِبٍ: أَخَذَهَا: وَهُوَ
مَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ وَجُمْهُورِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ وَالْفُقَهَاءِ أَنَّهَا أَرْبَعَةُ أَيَّامٍ مِنْ يَوْمِ النَّحْرِ
إِلَى آخِرِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ الثَّلَاثَةِ حَتَّى تَغِيبَ شَمْسُهُ.

قربانی کے جانور اور ہدی کے جانور کو ذبح کرنے کے ایام کی بابت تین طرح کا اختلاف ہے، جن
میں پہلا یہ ہے اور یہی امام شافعی رحمہ اللہ اور جمہور صحابہ و تابعین اور فقہاء کا موقف ہے کہ قربانی کے
چار دن ہیں، عید کے دن سے لیکر تشریق کے تینوں دنوں تک یہاں تک کی تشریق کے آخری دن کا سورج
غروب ہو جائے [الحاوی الکبیر فی فقہ مذهب الإمام الشافعی: ۱۲۴/۱۵]۔

خلاصہ بحث:

قرآنی آیات احادیث صحیحہ اور جمہور سلف صالحین سے اسی بات کا ثبوت ملتا ہے کہ قربانی کے کل
چار دن ہیں۔

معاصر حاضر میں جماعت اہل حدیث کا یہ متفقہ موقف ہے، معاصرین میں کبار اہل علم نے اسی موقف کی
صراحت کی ہے مثلاً علامہ البانی رحمہ اللہ، شیخ بن باز رحمہ اللہ، شیخ عثیمین رحمہ اللہ وغیرہم دیکھئے: [الصحيحة:
رقم: ۲۴۷۶، مجموع فتاویٰ ابن باز: ۷۸/۱۶، مجموع فتاویٰ و رسائل العثیمین: ۹۰/۲۵]۔

مجلس کبار العلماء کا بھی یہی فتویٰ ہے دیکھئے: [انحادث هیئة کبار العلماء: ۳۰۸/۲، مجلة البحوث
الإسلامية: ۲۱۳/۴]۔ یہی اعلیٰ میں حق کہنے، سننے اور اس کے مطابق عمل کی توفیق دے آمین۔

Nasiha.tv
24 hrs. Internet TV Channel



Nasiha.tv

Online Islamic Channel with satellite quality recording and promotion. See Live on www.nasiha.tv

تصویر

ہر قدم کے ساتھ
آن لائن ٹی وی چینل دیکھنے کے لیے
www.nasiha.tv
موبائل پر دیکھنے کے لیے آپ
نشیہ کا ایپ ڈاؤن لوڈ کریں اور
دیکھیں۔

Ahlus Sunnah
IIC Monthly Magazine



Ahlus Sunnah
www.ahlussunnah.in



Ahlus Sunnah
Monthly Magazine of IIC

Ahlussunnah monthly Magazine by IIC which bring eye-opening Islamic Research. It is a must for Dawas and people seeking the truth.

مجلہ اہل السنة

اگر آپ کو اسلامی تحقیقات کی ضرورت ہے تو اسے
مطلوبہ معلومات

دینی مسائل پر رہنمائی اور
اصول پر مبنی بحث و تحقیق کا عالم
بہتر جان کا سرچہ تحقیقی مقالہ

Dawah Desk

Walk in at IIC Centers in open hours to discuss about Islam & ask? to an Aalim.



Misbah IIC Sister's Circle



10am-6pm
for total Islamic guidance and
Tarbiyah of Sisters

Welcome to knowledge. Welcome to understanding.

Head Office: Kuria

Plot No. 6, Swastik Chambers,
Below Kuria Nursing Home,
Opp. Noorhan 1, Pipe Rd.,
Kuria (W), Mumbai 400070

T: 91 22 32198847

Branch: Andheri

Grid Fr. Mukund Hse. S. V. Rd.
Near Andheri Station Jams Masjid,
Andheri (W), Mumbai 400058

T: 91 22 32902489 • 91 22 64269999

W: www.islamicmessage.com E: islamicmessage@gmail.com

Branch: Jogeshwar

Shop No A, Ayub Colony,
Bandra Plot, N-Block,
Jogeshwar (E), Mumbai 400060

T: 91 22 32199395



**Islamic
Information
Centre**

مرکز المعلومات الإسلامية